

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے۔ اور تمہارے لیے اسلام کو دین (نظام) کے طور پر قبول (پسند) کر لیا ہے۔“

۸۔ فرمایا رب ذالجلال نے.....

﴿شَهَدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَابِلًا بِانْقِسَاطٍ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيًّا ۚ بَيْنَهُمْ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝﴾ (آل عمران: ۱۸-۱۹)

”اللہ رب العزت نے خود شہادت دی ہے کہ ان کے بغیر کوئی معبود (الہ) نہیں ہیں اور یہی شہادت فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے۔ جو کہ انصاف پہ قائم ہے کہ کوئی الہ (حاکم) نہیں اللہ رب العزت کے بغیر جو حاکم مطلق اور حکیم ہیں۔ اور بے شک اللہ رب العزت کے نزدیک (انسان کے لیے) دین/نظام صرف اسلام ہے، جن لوگوں نے اس کتاب (قرآن مجید) اور اس کا علم آنے کے بعد آپس میں (اس کی اقامت کے بارے میں) اختلاف کیا۔ دراصل وہ ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو جن لوگوں نے اللہ رب العزت کے احکامات (آیات، قرآن) کا انکار کیا، تو اللہ رب العزت حساب چکانے میں بہت تیز ہیں۔“

#### چند وضاحت طلب نقاط:

۱۔ اللہ بزرگ و برتر شہادت دیتے ہیں ان کی شہادت سے بڑھ کر قیمتی و معتبر شہادت اور کس کی ہو سکتی ہے؟۔ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی کائنات کے اقتدار کا خالق، مالک، حاکم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمام کائنات کی حقیقتوں کا علم رکھتے اور بے حجاب مشاہدہ کر رہے ہیں جن کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ انبیاء و رسل اور یہی شہادت اہل علم بھی دیتے ہیں/ اور پھر ملائکہ بھی دے رہے ہیں جو کہ سلطنت الہی کے انتظامی اہل کار اور براہ راست حکمانہ علمی اور مشاہداتی تجربہ رکھتے ہیں کہ اس سلطنت کائنات بے کراں کا اللہ رب العزت کے بغیر کوئی خالق، مالک، رازق اور حاکم نہیں ہے۔ اللہ رب العالمین کی حکمت و رحمت کے تحت کائنات کا انتظام چل رہا ہے۔ انہی کا قانون/نظام کائنات پر چل رہا ہے۔ اور پھر اللہ رب العزت کے نزدیک انسان کی زندگی کے لیے صرف ایک نظام/دین ہے۔ ’الاسلام‘ کہ انسان اس کرہ ارض پر اپنی زندگی صرف اسلام کے دین/نظام کے تحت/پابند ہو کر گزارے۔ انبیاء و رسل کے ذریعے جو نظام/قانون کے متعلق ہدایات پہنچی ہیں بغیر کمی و پیشی کے صرف اس کی پیروی اور عمل کرے۔ اور یہ بات سراسر بجا اور حقیقت ہے کہ کائنات کا خالق، مالک، حاکم اپنی مخلوق/انسان کے لیے الاسلام (قرآن) کے سوا کسی دوسرے دین/نظام کو قبول یا تسلیم نہیں کرتے۔ اگر اس دین/نظام کے علاوہ انسان کسی دوسرے خود ساختہ یا کسی

انسان کے ساختہ دین / نظام یا نظریہ کو اپناتا یا پیروی کرتا ہے۔ تو یہ اس حاکم و مالک کائنات کی نگاہ میں بغاوت ہے۔ ”جو انبیاء و رسل بھی دنیا کے کسی کونے میں تشریف لائے ان کا دین / نظام؛ الاسلام؛ تھا۔ انسان نے اصل دین / نظام کو مسخ کر کے اور اس میں کمی و بیشی کر کے اپنے خود ساختہ ادیان دنیا میں رائج کیے۔ ان نئے خود ساختہ ادیان کی پیدائش کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ہر انسان اپنی جائز حدود سے بڑھ کر حقوق، فائدے، اور امتیازات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اپنی سلطنت و حکومت بنانے کی خواہش رکھتا ہے اور اپنی ناجائز خواہشات، لالچ اور مفادات کے حصول کے مطابق اصل دین کے اصول و ضوابط اور احکامات میں رد و بدل کرتا ہے۔“

۲۔ اللہ رب رحمن فرماتے ہیں کہ ہم نے دین / نظام اسلام کو آپ لوگوں کے لیے مکمل کر دیا ہے۔ اس کے اصول و ضوابط، نظام تہذیب و تمدن مکمل کر دیئے ہیں۔ جس میں انسان کی زندگی کے تمام قوانین دے دیئے ہیں اور جملہ زندگی کے مسائل کا حل اور جوابات موجود ہیں۔ اور اب ہدایت و راہنمائی کے لیے کسی خود ساختہ نظام کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی الاسلام کے علاوہ کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت ہے۔

نعمت کی تکمیل اور تمام کرنے سے مراد نعمت؛ دین حق؛ کی تکمیل اور اپنے تمام احکامات و انعامات کی تکمیل۔ یعنی مسلمان اپنی جگہ پر خوف، مزاحمت اور بیرونی مداخلت سے محفوظ ہو کر مامون ہو گئے اور پوری طرح اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی قوانین و احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے آزاد ہو گئے۔ اور ان کو ہر قسم کی طاقت بھی نصیب ہو گئی کہ وہ دنیا میں اللہ کی حاکمیت کا کلمہ بلند کر سکیں۔ کیونکہ کفر و فسق کا غلبہ جو اللہ رب العزت کی عبادت (قیام دین و خلافت) میں مانع اور مزاحم ہو اہل ایمان کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہوتا ہے۔ جسے قرآن فتنہ قرار دیتا ہے۔ اس فتنہ سے خلاصی پا کر جب ان کو ایک ایسا دارالسلام میسر آجائے جس میں اللہ کا پورا دین / نظام بے کم و کاست نافذ العمل ہو۔ تو یہ ان پر اللہ رب العزت کی نعمت کا اتمام ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ ہم نے آپ پر اپنی نعمت (قیام دین و خلافت) تمام اور مکمل کر دی ہے۔

۳۔ دنیا میں انسان نے اللہ رب العزت کے دیے ہوئے دین / نظام اسلام کو مسخ کر کے بہت سے ٹیڑھے راستے بنا لیے اور بہت خود ساختہ نظام / دین ایجاد کر لیے جب کہ اس اصل دین / نظام کو معلوم کرنا اور اس سے واقف ہونا بہت ضروری اور لازمی ہے۔

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ جب خالق حقیقی اللہ رب رحمن نے انسان کی جسمانی اور حیوانی ضروریات کو پورے کرنے کے لیے بے شمار وسامان نعمتیں، معیشت اور رزق کے سامان، بقاء، نشوونما اور ارتقاء اور حفاظت کے انتظامات فرمائے ہیں تو کیا انسان کی زندگی کی امن و سلامتی، عدل و انصاف اور باہمی اخوت و بھائی چارے کے لیے کوئی دین / نظام یا اصول و ضوابط کا بندوبست نہ کیا ہوگا۔ اور نہ اس انسانی خلافت کی ضرورت کو محسوس کیا ہوگا۔ اور نہ ہی آخرت کی نجات اور فلاح کے لیے کوئی راہنمائی دی ہوگی۔

یہی بندوبست اور راہنمائی ہی تو نبوت و رسالت کے ذریعے دی گئی ہے۔ اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ تمہاری راہنمائی کے لیے اللہ بزرگ و برتر نے پھر کونسا انتظام کیا ہے۔ اگر اس کے جواب میں یہ کہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے فکر و عقل دے رکھی ہے۔ انسان کی عقل و فکر تو پہلے ہی بے شمار ٹیڑھے راستے ایجاد کر بیٹھی ہے۔ جو راہ راست (عبادت) کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے۔

نہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اللہ رب العزت نے ہماری راہنمائی کے لیے کوئی انتظام نہیں کیا۔ لیکن اللہ رب العزت کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور جھوٹ نہیں ہو سکتا کہ وہ جسمانی اور حیوانی ضروریات کے لیے (پرورش، خوراک اور نشوونما) اتنا مفصل اور مکمل انتظام کرے مگر انسان ہونے/ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے تم کو یونہی تاریکیوں میں بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دے۔

اللہ رب رحمن نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم/ علم رحمن نے دیا ہے۔ تو اس سے بات کھل کر سامنے آئی کہ انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لیے قرآن مجید کا نازل کیا جانا سراسر اللہ رب رحمن کی رحمت اور انعام ہے۔ وہ چونکہ اپنی مخلوق پر بے انتہا مہربان (الرحمن) ہیں۔ اس لیے انہوں نے گوارا نہ کیا کہ تمہیں تاریکی میں بھٹکتا چھوڑ دے۔ اللہ رب العالمین کی رحمت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ یہ قرآن بھیج کر تمہیں وہ علم عطا فرمائے، جس سے دنیا میں امن و سلامتی نصیب ہو اور آخرت میں فلاح کا ذریعہ بنے۔

چونکہ اللہ رب رحمن انسان کے خالق و مالک و حاکم ہیں۔ اس خالق و حاکم ہی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی مخلوق/ خلیفہ کی راہنمائی کریں اور اسے وہ راستہ بتائیں/ نظام (دین) دیں جس سے وہ اپنا مقصد تخلیق پورا کر سکے۔ اسی لیے اللہ رب رحمن کی طرف سے قرآن کا نازل ہونا محض اس کی رحمانیت ہی کا تقاضا نہیں ہے بلکہ اس کے خالق و مالک ہونے کا لازمی اور فطری تقاضا ہے۔ خالق و حاکم اپنی مخلوق/ خلیفہ کی راہنمائی نہ کریں گے تو اور کون کرے گا؟ اور کون کر سکتا ہے؟ اور خالق و مالک کے لیے اس سے بڑا عیب اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس مخلوق کو وہ وجود میں لائے اسے اپنے وجود کا مقصد پورا کرنے کا طریقہ نہ سکھائے؟

اس لیے اللہ رب العزت کی طرف سے قرآن کی تعلیم کا انتظام ہونا عجیب بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ انتظام نہ کیا جاتا تو قابل تعجب ہوتا۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ کائنات میں جو چیز بھی بنائی گئی ہے۔ اس کو محض پیدا کر کے نہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس کو موزوں ترین ساخت دی اور اس کو اپنی ڈیوٹی/ فرائض پورا کرنے کا طریقہ اور اصول و ضوابط سکھائے ہیں۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ خود انسان اپنے جسم پر غور کرے تو بات اس کو سمجھ آ جائے گی۔ اس کے جسم کا ایک ایک روگنٹا اور ایک ایک خلیہ اپنی ڈیوٹی سیکھ کر پیدا ہوا ہے اور وہ اپنا فرض پورا کر رہا ہے۔ تو پھر آخر انسان بجائے خود اپنے فرائض/

ڈیوٹی کے علم سے کیسے بے نیاز اور محروم ہو سکتا یا کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم میں "الرحمن" نے مختلف مقامات پر مختلف انداز سے اسی بات کو سمجھایا گیا۔ فرمایا:

۱۔ ”راہنمائی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔“ کیونکہ ہم ”رحمن“ ہیں۔

۲۔ ”یہ اللہ رب العزت کے ذمہ ہے کہ وہ سیدھا راستہ (دین حق) بتائیں جبکہ ٹیڑھے راستے بہت سے ہیں۔“

۳۔ اگرچہ یہ بھی ممکن تھا کہ اللہ بزرگ و برتر اپنی اوپر عائد کی ہوئی ذمہ داری کو اس طرح ادا کرتے کہ سارے انسانوں کو پیداؤں کی صورت پر دوسری تمام مخلوقات کی طرح برسر ہدایت بنا دیتے یعنی اپنے کائنات کے قانون نظام (دین) اصول و ضوابط میں مربوط کر دیتے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت/مرضی کا تقاضا نہ تھا۔ ان کی مشیت/چاہت/مرضی ایسی ذی اختیار/خود مختار مخلوق کو وجود میں لانے کی متقاضی تھی جو اپنی پسند اور اپنے انتخاب سے صحیح اور غلط راستوں نظام دین/قانون پر چلنے کی آزادی رکھتی ہو۔ اسی آزادی کے استعمال کے لیے عقل و فکر کی صلاحیتیں، خواہشیں اور ارادے کی طاقتیں، علم کے ذرائع دیے گئے۔ اپنے اندر اور باہر کی بے شمار چیزوں پر تصرف کے اختیارات عطا کیے گئے۔ اور باطن و ظاہر میں ارد گرد ہر طرف بے شمار ایسے اسباب و شواہد رکھ دیئے جو اس کے لیے ہدایت و ضلالت دونوں کے موجب بن سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ بے معنی ہو جاتا اگر وہ پیداؤں کی صورت پر کسی نظام/قانون میں باندھ دیا جاتا۔ جیسے سورج، چاند، جانور، درخت اور دوسری مخلوقات قانون کائنات (فطرت) کی پابند ہیں۔

اسی طرح ترقی کے بلند ترین مدارج مقام آدمیت/منصب خلافت تک انسان کا پہنچنا ممکن نہ ہوتا جو کہ صرف آزادی کے صحیح استعمال ہی کے نتیجے میں اس کو مل سکتے ہیں۔ اور انسان کے لیے آخرت کی جو ابد ہی بھی بے معنی ہو جاتی اور جزا و سزا کا بھی کوئی جواز نہ رہتا۔

اس لیے اللہ بزرگ و برتر نے انسان کی رہنمائی کے لیے جبری ہدایت/قانون فطرت/اصول و ضوابط کا طریقہ چھوڑ کر رسالت و نبوت اور کتاب و قرآن کا طریقہ اختیار فرمایا تاکہ انسان کی آزادی بھی برقرار رہے اور اس کے امتحان کا منشا بھی پورا ہو۔ اور راہ مستقیم/نظام (دین)/قانون بھی معقول ترین طریقہ سے اس کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ پھر فرمایا کہ:

﴿إِتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٣٧﴾﴾

(الاعراف: ۳۷)

”پیروی کرو (احکامات کے مطابق زندگی گزارو) جو اللہ رب رحمن کی طرف سے نازل (قرآن مجید) کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور اپنے سر پرست کی پیروی نہ کرو تم میں سے کم ہی لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو یاد کرتے ہیں۔“

## ۷۔ حفاظت و نصرت کا وعدہ؟

اس عظیم کام کی ذمہ داری کو نبھانے والے انسانوں کی حفاظت و نصرت کا ذمہ اللہ بزرگ و برتر نے اپنے اوپر لیا ہے۔ پھر قیامِ خلافت / اقامتِ دین کے لیے انبیاء و رسل ہونے کی شرط نہیں رکھی۔ بلکہ انسان جملہ کمزوریوں، کوتاہیوں کے باوجود وہ اس کی اقامت کا اہل ہے۔ ہاں انبیاء و رسل کے ذریعے قیامِ خلافت (اقامتِ دین) کا ماڈل (نمونہ، اسوہ حسنہ) ضرور دیا ہے تاکہ لوگوں کو کام کرنے کی سہولت ہو۔ اس کے لیے فرشتہ خصلت ہونا شرط نہیں رکھی ہے۔ اور نہ ہی فرشتوں کا اس منصبِ خلافت کے لیے چناؤ کیا گیا۔ بلکہ اس پتلہ خاک کی کو یہ فضیلت بخشی گئی۔ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ یہ بشری کمزوریاں، کوتاہیاں ہی اس مقامِ آدمیت کا حسن ہیں۔ اس لیے جب ہم قرونِ اولیٰ (السابقون الاولون) پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں انسانیت / بشریت ہی کی جھلک نظر آتی ہے۔

ہاں قیامِ خلافت / اقامتِ دین کے لیے جملہ ہدایات (قرآن اور دیگر کتابیں) انبیاء و رسل اور فرشتوں کے ذریعے ضرور نازل فرمائی گئیں تاکہ حضرت انسان تک ہدایات من و عن پہنچ سکیں۔ اور پھر اس قرآن کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ بزرگ و برتر نے اپنے اوپر لیا ہے۔ دین / نظامِ اسلام کی اقامت کرنے والوں کے متعلق قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ”اللہ بزرگ و برتر کی مدد کرنے“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو لوگ اقامتِ دین کے لیے اٹھتے ہیں وہ براہِ راست اللہ رب العزت کے نظام کو قائم کرنے کے لیے اللہ بزرگ و برتر کی مدد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اس انسان کو کرہ ارض پر زندگی گزارنے کے لیے ارادہ اور اختیار کی آزادی عطا کی ہے۔ اس میں اللہ رب العزت دین / نظامِ اسلام کی راہنمائی تو دیتے ہیں لیکن کفر اور ایمان، بغاوت یا اطاعت میں سے کسی ایک راہ کو اختیار کرنے کے لیے اپنی غیر مرئی طاقت یا قانونِ فطرت سے مجبور نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ ہی کائنات کے فطری قانون میں پابند کرتے ہیں۔ اس کی بجائے وہ دلیل اور نصیحت / ہدایات (قرآن مجید) سے انسان کو اس بات کا قائل کرنا چاہتے ہیں کہ انکار و نافرمانی اور بغاوت کی آزادی رکھنے کے باوجود اس کی فلاح و نجات کا راستہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نظامِ زندگی (دینِ اسلام) میں زندگی گزارے (یعنی اس کی عبادت و اطاعت کا راستہ اختیار کرے) اس طرح فہمائش اور نصیحت / ہدایات سے بندوں کو راہِ راست پر لانے کی تدبیر کرنا اور ہدایات کے لیے اپنی کتابِ عنایت کرنا ہی دراصل اللہ بزرگ و برتر کا کام ہے۔ یہ اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جو بندے اس اقامتِ دین یعنی نظامِ زندگی (دینِ اسلام) کے قیام میں اللہ کا ساتھ دیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کریں ان کو اللہ بزرگ و برتر اپنا رفیق و مددگار قرار دیتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کی مدد و نصرت اور حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہے۔ یہ ہی وہ بلند مقام ہے جو انسان کو اللہ بزرگ و برتر اس دنیا میں عنایت فرماتے ہیں۔ یعنی منصبِ خلافت۔

فرمایا رب رحمن نے؟

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَدِيمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّقُونَ ۝۱۱﴾ مَنْ كَفَرَ

فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۗ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسَهُمْ يَهْدُوْنَ ﴿٤٧﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَ لِيُنذِرَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهٖ وَ لِيَجْزِيَ الْفٰلِكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِيَتَّبِعُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَاَنْتَقَمْنَا مِنْ الَّذِينَ اَجْرَمُوْا ۗ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٠﴾

(الروم: ۴۳/۳۰-۴۷)

- ۱- ”پس اے نبی ﷺ۔ اپنا رخ (منہ) قائم کرو (مضبوطی سے جما دو) اس دین کی اقامت کے لیے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹل جانے کی کوئی صورت اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے نہیں ہے۔ اس دن لوگ پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ جس نے (اقامت دین سے) انکار کیا اس کے انکار کا وبال اس پر ہے۔ اور جن لوگوں نے اعمال صالح کیے (یعنی دین کے قیام کی جدوجہد کی) وہ اپنے ہی لیے فلاح کا راستہ صاف کر رہے ہیں..... ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔ (یعنی جن مومنین نے اقامت دین کی جدوجہد کی)۔“
- پھر فرمایا رب ذوالجلال نے.....

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَدْفَعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوٰنٍ كٰفُوْرٍ ﴿٥١﴾ اِذْ نَالِ الَّذِيْنَ يُفْتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا ۗ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴿٥٢﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ۗ وَ كُوْلًا دَفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدِيْمَتٍ صَوَاعِقُ وَ بَيْعٌ وَ صَلَوٰتٌ وَ مَسٰجِدٌ يُذَكَّرُ فِيْهَا اِسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٥٣﴾ (الحج: ۲۲/۳۸-۴۰)

- ۲- ”یقیناً اللہ بزرگ و برتر مدافعت کرتے ہیں ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں (دین باطل چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا)۔ کیونکہ وہ کسی بھی منکر دین حق اور دغا باز کو پسند نہیں کرتے۔ ۳۸۔ اب ان مومن و مسلم لوگوں کو بھی لڑنے کی اجازت ہے جن پر ظلم ہوتا رہا ہے کیونکہ ان کی مدد و نصرت کرنے پر قادر ہیں۔ ۳۹۔ کیونکہ یہ مظلوم لوگ صرف اس وجہ سے اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے رب العزت (حاکم، معبود، الہ) اللہ رب العزت ہیں۔ اس لیے اگر اللہ رب العزت ایک دوسرے کے ذریعے لوگوں کا دفاع نہ کریں تو خانقاہیں، گرجے، عبادت گاہیں، اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ بزرگ و برتر کا نام لیا جاتا ہے (سب) گرا دی جائیں۔ اللہ رب العزت ضرور ان لوگوں کی مدد کریں گے جو اللہ رب العزت کی مدد کریں گے..... بیشک اللہ بزرگ و برتر بہت ہی بڑی قوت و طاقت ہیں اور پوری کائنات پر حکومت اور حکم چلا رہے ہیں۔“

۳- فرمایا اللہ رب رحمن نے!

﴿ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُبْصُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ (الصافات: ۳۷/۱۷۱-۱۷۲)

”اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی۔“

فرمایا اللہ رب رحمن نے.....

﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنِ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (المومن: ۷۴-۸)

۴۔ ”عرش الہی کے حامل فرشتے اور جو عرش کے گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ سب اپنے اللہ رب رحمن کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں۔ وہ ذات باری تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان لانے والوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب العزت آپ اپنی رحمت اور اپنے علم کے ساتھ ہر چیز پر چھائے ہوئے ہیں۔ پس معاف کر دے اور عذاب دوزخ سے بچالے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ (دین باطل سے) کی اور آپ کا راستہ (عبادت، قیام دین و خلافت کا) اختیار کیا ہے۔ اے ہمارے رب العزت داخل کر ان کو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اور ان کے والدین، بیویوں اور اولاد میں سے جو صالح ہوں (ان کو بھی وہاں ان کے ساتھ ہی پہنچا دے)۔ بلاشبہ آپ تمام کائنات پر کمال حکمت سے حکمرانی کر رہے ہیں۔“

۵۔ پھر اللہ رب رحمن فرماتے ہیں کہ:

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝﴾ (المومن: ۵۱/۴۰)

”یقیناً جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔“

۶۔ فرمایا رب العزت نے کہ

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزِّلَ مِنْ عَفْوَ رَحِيمٍ ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾ (حم السجده: ۳۰/۴۱-۳۳)

”جن لوگوں نے کہا کہ اللہ بزرگ و برتر ہمارے رب (حاکم، معبود، الہ) ہیں اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور

آخرت میں بھی اور وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا۔ اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہوگی یہ ہے سامان ضیافت اللہ رب رحمن کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہیں۔ اور اس شخص کی دعوت سے اچھی دعوت اور کس کی ہوگی جس نے اللہ بزرگ و برتر (حاکیت الہی) کی طرف بلایا اور اعمال صالحہ کئے (قیام دین و خلافت کے لیے محنت و کوشش کی) اور کہا کہ میں مسلمین میں سے ہوں (میں نے دین اسلام قبول کیا ہوا ہے)۔“

۷۔ فرمایا اللہ رب الرحمن نے.....

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَ يَثْبُتْ أَقْدَامَكُمْ ① وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعَسَا لَهُمْ وَاصِلٌ أَعْمَالُهُمْ ② ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ③ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ④ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ⑤ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْتَالُهُمْ ⑥ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَ أَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ⑦﴾ (محمد: ۴۷-۸، ۹، ۱۱)

”اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ رب العزت تمہاری مدد کریں گے۔ اور تمہارے قدم مضبوط جمادیں گے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے انکار (کفر) کیا۔ تو ان کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ رب العزت نے ان کے اعمال کو بھٹکا (ضائع کر) دیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا (قرآن مجید) لہذا ان کے اعمال ضائع کر دیے یہ اس لیے کہ ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر اللہ ہے۔ کافروں کا کوئی مولا (حامی و ناصر) نہیں ہے۔“

فرمایا اللہ رب رحمن نے کہ

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَ أَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ الْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ① وَ أَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَ رُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ② إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ③﴾ (الحديد: ۲۵، ۲۶، ۲۷)

”ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب (قرآن مجید)، اور میزان (عدل و قسط) نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے۔ اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اللہ رب العزت کو معلوم ہو جائے کون ان کو دیکھے بغیر ان کی اور ان کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بزرگ و برتر بڑی قوت والے اور زبردست ہیں۔“

۹۔ فرمایا اللہ رب رحمن نے کہ

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيُنصِرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ (الحشر: ۸/۵۹)

”اس مال میں غریب مہاجرین کا بھی حصہ ہے جو اپنے گھروں اور مال و متاع سے نکالے جا چکے ہیں“ یہ لوگ اللہ رب رحمن کا فضل اور خوشنودی چاہتے (تلاش) ہیں اور اللہ بزرگ و برتر کی مدد اور رسول ﷺ کی مدد پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ یہی راست باز لوگ ہیں۔“

۱۰۔ فرمایا اللہ رب رحمن نے کہ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيِّنَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمَنْتَ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرْتَ طَائِفَةٌ قَائِدًا نَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدْوِهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ﴾ (الصف: ۱۴/۶۱)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ رب رحمن کے مددگار بنو جیسے حضرت عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون اللہ رب العزت کے لیے میری مدد کرے گا؟..... انہوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ بزرگ و برتر کے مددگار چنانچہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لے آیا (دین باطل چھوڑ کر دین حق قبول کر لیا) اور دوسرے گروہ نے انکار کر دیا۔ تو پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی مدد کی، تو وہ اپنے دشمنوں پر غالب آ گئے۔“

### چند وضاحت طلب نقاط:

- ۱۔ جن لوگوں نے اللہ رب رحمن کو رب (حاکم) پکارا اور پھر اللہ بزرگ و برتر کی حکومت قائم کرنے یعنی اقامت دین اسلام اور اقامت کتاب کی کوشش و محنت شروع کر دی۔ تو پھر اس جدوجہد و کشمکش میں اہل ایمان تنہا نہیں ہوتے بلکہ رب العزت بھی ان کے ساتھ ایک فریق ہوتے ہیں۔ وہ ان کی تائید اور حمایت کرتے ہیں۔ ان کے خلاف دشمنوں کی چالوں کا توڑ کرتے ہیں۔ اور ظالم اور کافروں کے ضرر کو اہل ایمان سے دفع کرتے ہیں، یہ آیات اہل حق کے لیے ایک بڑی بشارت ہیں۔ جن سے بڑھ کر ان کا دل مضبوط کرنے اور استقامت کے لیے کوئی دوسری چیز نہیں ہو سکتی۔
- ۲۔ یہ بات کہ فرشتے اہل ایمان کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے رب العالمین انہیں ان کی غلطیاں اور کوتاہیاں معاف کر دیں اور دوزخ کے عذاب سے بچالیں جنہوں نے توبہ کی (نظام باطل سے) اور اللہ رب العزت کا راستہ اختیار کیا یعنی آپ کے دین اسلام کو قائم کرنے کی کوشش کی / آپ کی حکومت اور قانون کے تحت زندگی گزارنے کی کوشش کی۔ نبی اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف کفار کی زبان درازیاں، سختیاں، چیرہ دستیوں اور ظلم و زیادتیاں دیکھ کر اللہ رب العزت نے یہ فرمایا کہ ان گھٹیا اور ذلیل لوگوں کی باتوں پر آپ

دل گرفتہ اور رنجیدہ کیوں ہوتے ہو؟ آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ تمہارے لیے تو عرش الہی کے حامل فرشتے اور عرش کے گرد و پیش حاضر رہنے والے فرشتے و ملائکہ آپ کے حامی ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کا رشتہ ہی وہ رشتہ ہے جو اہل عرش اور اہل زمین/فرش کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔

کیونکہ اہل زمین و فرش بھی اہل عرش کی طرح انہی ذات باری تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی دوسرے کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ کسی دوسری ہستی کے آگے سراطاعت نہیں جھکاتے ہیں۔ اسی ایمان باللہ کے تعلق کی بناء پر اختلاف جنس ہونے کے باوجود فرشتوں اور پتکہ خاکی کے درمیان ہم مشربی کا مضبوط تعلق قائم ہو گیا اور ہو جاتا ہے۔

۳۔ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ سے مراد محض اتفاقاً کبھی اللہ رب العزت کو اپنا رب (حاکم) کہنا نہیں ہے۔ اور نہ اس غلطی میں مبتلا ہوئے کہ اللہ بزرگ و برتر کو اپنا رب کہتے بھی رہیں اور ساتھ ساتھ دوسروں کو اپنا رب بناتے رہیں۔ بلکہ یہ ایمان لانے کے بعد/یعنی دین حق قبول کرنے کے بعد ساری عمر اس استقامت پر قائم رہیں۔ اس ایمان کے ساتھ کسی دین باطل پر ایمان کی آمیزش نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ بزرگ و برتر کو اپنا رب تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کو اپنا خالق، مالک، رازق اور حاکم تسلیم کرتے/مانتے ہیں یہی عملی زندگی میں ایمانی توحید کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

توحید (قیام دین و خلافت) پر استقامت کا مفہوم کیا ہے؟ اس کی تشریح نبی ﷺ اور اکابر صحابہ کرام نے اس طرح کی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”بہت سے لوگوں نے اللہ رب العزت کو اپنا ”رب/حاکم“ کہا مگر ان میں سے اکثر کافر ہو گئے۔ ثابت قدم وہ شخص ہے جو مرتے دم تک اسی ایمان پر قائم رہا۔“ (ابن جریر، نسائی)

ابو بکر رضی اللہ عنہ یوں تشریح کرتے ہیں:

”پھر اللہ بزرگ و برتر کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا۔ اس کے سوا کسی دوسرے معبود کی طرف توجہ نہ کی۔“

(ابن جریر)

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ منبر پر یوں فرمایا:

”اللہ بزرگ و برتر کی قسم، استقامت اختیار کرنے والے وہ ہیں جو اللہ کی اطاعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہوئے۔ لومڑیوں کی طرح ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر دوڑتے نہ پھرے۔“ (ابن جریر)

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اپنے عمل کو اللہ بزرگ و برتر (حاکمیت الہی) کے لیے خالص کر لیا۔“ (کشاف)

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ رب العزت کے عائد کردہ فرائض فرمانبرداری کے ساتھ ادا کرتے رہے۔“ (کشاف)

تمام راویات کا نچوڑ یہی نکلتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے اللہ رب العزت کو اپنا رب، حاکم پکارا اور پھر اللہ بزرگ و برتر کے قانون / دین / حکومت کو قائم کرنے کی کوشش و محنت یعنی اعمال صالح کیے۔ انہوں نے توحید کو قائم کرنے کی کوشش کی اور راہ استقامت پر رہے۔

۴۔ جب لوگ / انسان اللہ رب العزت کی حاکمیت قائم کرنے، توحید کے قیام / اقامت دین یعنی قیام خلافت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے دشمن، اس کے دین / نظام کے دشمن جب ظلم و ستم کی انتہا کر دیتے ہیں تو پھر اللہ رب العزت ان صالحین کی خود حفاظت اور نصرت بھی فرماتے ہیں اور اپنے فرشتوں کا نزول بھی فرماتے ہیں تاکہ فرشتوں کے ذریعے اپنے خاص بندوں کی مدد و نصرت اور حفاظت فرماویں۔ فرشتوں کا نزول ضروری نہیں کسی محسوس صورت میں ہو۔ اور اہل ایمان انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں یا ان کی آواز کانوں سے سنیں۔ بلکہ دل کی گہرائیوں میں سکینت و اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے۔ ان کے دل اس احساس سے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ وہ بے یار و مددگار نہیں ہیں بلکہ اللہ کے فرشتے ان کے ساتھ ہیں۔

اگرچہ فرشتے موت کے وقت بھی اہل ایمان کا استقبال کرنے آتے ہیں اور قبر (عالم برزخ) میں بھی وہ ان کی پذیرائی کرتے ہیں۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز بھی ابتداءً حشر سے جنت تک وہ برابر ان کے ساتھ رہیں گے۔ لیکن ان کی یہ حقیقت اسی عالم کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس دنیا میں بھی جاری ہے۔ سلسلہ کلام صاف بتا رہا ہے۔ کہ حق و باطل کی کشمکش میں جس طرح باطل پرستوں کے ساتھی شیطین و اشرار ہوتے ہیں اسی طرح اہل ایمان کے ساتھی فرشتے ہوا کرتے ہیں۔ ایک طرف باطل پرستوں کو ان کے ساتھی ان کے کرتوت خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ حق (نظام) کو نیچا دکھانے کے لیے جو ظلم و ستم اور بے ایمانیاں تم کر رہے ہو، یہی تمہاری کامیابی کے ذرائع ہیں اور انہی سے دنیا میں تمہاری سرداری (حکمرانی) محفوظ رہے گی۔

دوسری طرف دین حق کو قائم کرنے والوں کے پاس اللہ کے فرشتے آ کر پیغام دیتے ہیں کہ نظام باطل کی طاقتیں خواہ کتنی ہی بالا دست اور خوفناک اور چیرا دست ہوں ان سے ہرگز خوف زدہ نہ ہوں اور دین حق (قیام دین و خلافت) کی وجہ سے جو تکلیفیں اور محرومیاں بھی تمہیں سہنی پڑیں ان پر کوئی رنج نہ کرو، نہ غم کرو، کیونکہ آئندہ آگے تمہارے لیے وہ کچھ ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر نعمت ہیچ ہے۔

اسی طرح رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایسے مرد مجاہد اور صالحین کے متعلق اللہ رب رحمن نے فرمایا کہ میں ایسے انسانوں کے ہاتھ بن جاتا ہوں، آنکھ بن جاتا ہوں کان بن جاتا ہوں یعنی اللہ بزرگ و برتر اپنے مخلص بندوں کی ہر ممکن مدد و نصرت فرماتے ہیں۔ اور پھر فرمایا رسول ﷺ نے ایسے مخلص بندوں کا ہر کام عبادت ہوتا ہے۔ جو اللہ کے دین کے قیام کا کام کرنے کی کوشش و محنت کرتے ہیں۔ ان کا کھانا، پینا، جاگنا، سونا، قضائے کے لیے حاجت جانا اور ہم بستری کرنا وغیرہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر

کے ہاں شرف و قبولیت پاتا ہے۔ اور عبادت تصور ہوتا ہے۔

پھر اس سے بڑھ کر احسن کوئی کام ربات ہو سکتی ہے کہ ایک مخلص شخص اللہ تعالیٰ کے دین/نظام/حاکمیت کی طرف لوگوں کو بلائے اور پھر عملاً قائم کرنے کے لیے (محنت و کوشش) اعمال صالح کرے اور خود اسلام کے نظام میں داخل ہونے کا اعلان کرے۔ اور کہے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ بزرگ و برتر کے نظام اسلام کے سپرد کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کوئی درجہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کے سپرد اپنے آپ کو کر دے یہی تقاضاے ربوبیت ہے۔ اور خلافت کا قیام ہے۔

۵۔ اللہ بزرگ و برتر کی حاکمیت/اقامت دین/اقامت کتاب اللہ/اور قیام خلافت کے لیے اللہ رب العزت کو مدد کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ معاذ اللہ رب العالمین کمزور ہیں وہ اپنی طاقت و قدرت قاہرہ سے یہ کام نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ طریقہ کار انہوں نے انسان کی آزمائش و امتحان کے لیے اختیار کیا ہے۔ اسی آزمائش سے گزر کر انسان اپنی اعلیٰ معراج منصب خلافت اور فلاح آخرت پاسکتا ہے۔ اللہ جبار و قہار ہر وقت یہ قدرت و طاقت رکھتے ہیں۔ جب چاہیں اپنے ایک اشارے سے تمام کافروں/انکار کرنے والوں کو مغلوب کر دیں اور اپنے رسولوں اور صالحین کو ان پر غلبہ و تسلط عطا فرمادیں، مگر اس میں پھر رسولوں/انبیاء اور ان پر ایمان لانے والوں کا کیا کمال ہوگا جس کی بنا پر وہ کسی انعام کے مستحق قرار پائیں؟ اسی لیے اللہ رب العزت نے اپنی قوت قاہرہ/غالب قدرت سے خلافت و حاکمیت الہی کے کام کو انجام دینے کی بجائے طریق کار یہ اختیار کیا کہ اپنے رسولوں کو بینات، کتاب اور میزان دے کر انسانوں کے درمیان مبعوث فرما دیا۔ رسولوں/انبیاء کو اس بات پر مامور فرمایا کہ لوگوں کے سامنے نظام حق/عدل کا راستہ/نظام اسلام/پیش کریں اور نظام باطل/ظلم و جور/اور بے انصافی سے باز آجانے کی ان کو دعوت دیں۔ اور انسانوں/لوگوں کو اس بات کا پورا اختیار دے دیا کہ ان میں جو چاہے انبیاء و رسل کی دعوت قبول کریں جو چاہیں اسے رد کر دیں۔ قبول کرنے والوں کو پکارا کہ آؤ اس نظام حق/عدل کو قائم کرنے میں میرا اور میرے رسولوں کا ساتھ دو اور اپنے مال، جان و غیرہ سے جان توڑ جدوجہد (اعمال صالح) کرو ان لوگوں کے مقابلے میں جو ظلم و جور/نظام باطل/جاہلیت کے نظام کو قائم اور باقی رکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اس طرح اللہ بزرگ و برتر یہ دیکھنا چاہتے ہیں آزمانا اور امتحان لینا چاہتے ہیں کہ انسانوں میں سے کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نظام/دین (نظام خلافت) کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس نظام کے ذریعے دنیا میں عدل و انصاف، امن و سلامتی اور انسانیت کی بھلائی و فلاح کا کام کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کو بن دیکھے اپنا حاکم/رب تسلیم کرتے ہیں اور نظام حق کو غالب کرنے کی خاطر جان و مال کی بازی لگا دیتے ہیں۔

کون ہیں جو نظام باطل کو قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں اپنی جان لڑاتے ہیں۔ اور دنیا کو ظلم و ستم اور

انسانیت کی تذلیل اور قتل و غارت سے بھر دیتے ہیں۔

۸۔ فرض کی ادائیگی کا صلہ اور انعام و اکرام؟

اللہ بزرگ و برتر نے انسان کو عبادت کا حق ادا کرنے یعنی اقامتِ دین / قیامِ خلافت کے لیے اس دنیا کی زندگی میں بہت سے انعامات اور سر و سامان، طاقتیں، صلاحیتیں اور اختیارات دیے ہیں جسے گذشتہ اوراق میں ہم زیر بحث لائے ہیں تاکہ وہ اپنے فرض منصبی کو مکمل ادا کر سکے۔ پھر یہی دنیا کے انعامات اور فضیلت ہی پر کام تمام نہیں کر دیا بلکہ انسان کے اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کی صورت میں دوسری زندگی جسے آخرت کا نام دیا گیا ہے۔ بیش بہا انعامات کا جنت کی شکل میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جسے رب رحمن نے بیع یعنی سودے اور رہن سے تعبیر کیا ہے۔

۱۔ فرمایا رب رحمن نے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ  
وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوَارِيثِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا  
بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۖ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ التَّائِبُونَ الْعِبَادُونَ الْحَمِدُونَ السَّاجِدُونَ  
لِلرَّكُوعِ الشُّجَّدُونَ الْأُمُورُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ  
الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ (التوبہ: ۹، ۱۱۱-۱۱۲)

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب رحمن نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ رب العزت کی راہ (قیامِ دین و خلافت) میں لڑتے، مارتے اور مرتے ہیں۔ ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے۔ توراہ، انجیل اور قرآن مجید میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟“ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم سے اللہ بزرگ و برتر کر چکے ہیں۔ یہی (انسان کی) سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف بار بار پلٹنے والے، ان کی عبادت کرنے والے (قیامِ دین و خلافت کرنے والے) ان کی تعریف کے گن گانے والے، (ان کے نظام کے قیام کی خاطر) زمین میں گردش کرنے والے (چلنے پھرنے والے)، ان کے آگے رکوع اور سجدہ کرنے والے، امر بالمعروف کرنے والے، منکرات سے روکنے والے، اور اللہ بزرگ و برتر کے حدود (قانون / شریعت) کی حفاظت کرنے والے اور اے نبی ﷺ آپ مومنین کو بشارت اور خوشخبری دے دیں۔“

۲۔ پھر فرمایا رب ذوالجلال نے؟

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عِبَادَتِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۗ

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ (الطور: ۲۱/۵۲)

”جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی ایمان لائی ان کے نقش قدم پر چل کر ان کی اُس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) اُن کے ساتھ ملا دیں گے۔ اور اُن کے عمل میں کوئی گھانا (کمی) ان کو نہ دیں گے۔ ہر شخص اپنے کسب (اپنے اعمال صالح) کے عوض رہن ہے۔“

چند وضاحت طلب نقاط:

۱۔ درحقیقت انسان کی جان و مال اور مہیا کردہ رزق و وسائل کے مالک تو اللہ بزرگ و برتر ہیں کیونکہ وہی ان ساری چیزوں کے بیع انسان کے خالق ہیں۔ یہ سارے وسائل و رزق جو انسان کے تصرف میں ہیں اللہ رب العزت کے ہی بخشے اور عنایت کیے ہوئے ہیں۔ لہذا اس صورت حال میں خرید و فروخت کا سوال ہی کیا ہے۔ کیونکہ نہ انسان کا اپنا کچھ ہے۔ کہ وہ اسے بیچے اور نہ ہی دنیا و مافیہا میں کوئی چیز ہے جو اللہ بزرگ و برتر کی ملکیت سے باہر اور خارج ہو۔ کہ رب العزت اسے خریدیں۔

لیکن ایک ایسی چیز جو رب العزت نے انسان کو بخشی/عنایت کی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ رب العزت نے تمام ارض و سماء کی اشیاء کو اس کے سپرد کر دیا ہے کہ جس طرح چاہے انسان ان کو اپنے تصرف میں لائے وہ ہے اللہ بزرگ و برتر کا تفویض کردہ ’اختیار‘ (Delegation of power) یعنی اللہ بزرگ و برتر نے انسان کو انتخاب و ارادہ میں آزاد کر دیا/خود مختار بنا دیا ہے۔

اگرچہ اس سے حقوق ملکیت تو نہیں بدلتی لیکن تفویض اختیار کی وجہ سے انسان کو یہ خود مختاری حاصل ہوگئی ہے۔ کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کی لگائی گئی ڈیوٹی/فرض منصبی کو تسلیم کرے یا انکار کر دے۔ ادا کرے یا نہ کرے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ انسان کو دیئے گئے وسائل رزق و صلاحیتیں جو انسان کے زیر تصرف ہیں ان سب کا وہ حقیقت میں مالک بن گیا ہے۔ اور اسے یہ حق مل گیا ہے کہ ان وسائل و انعامات کو جس طرح چاہے استعمال کرے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے یہ آزادی دے دی گئی ہے کہ وہ چاہے تو ان وسائل و انعامات پر اللہ رب العزت کے حقوق مالکانہ تسلیم کرے۔ نہ چاہے تو انکار کر کے خود ہی ان کا مالک بن بیٹھے۔ اور اپنے اس زعم میں مبتلا ہو جائے کہ وہ اپنے حدود اختیار میں (اپنا نظام/قانون بنا کر) اپنے حسب منشاء تصرف کا حق رکھتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں سے بیع (سودے) کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ دراصل اس بیع کا معنی یہ نہیں ہے کہ جو چیز انسان کی ملکیت ہے رب العزت اسے خریدنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اس معاملہ کی صحیح نوعیت یہ ہے کہ جو وسائل و اختیارات اللہ بزرگ و برتر نے انسان کو بطور امانت دیئے ہیں (خلیفہ بنایا ہے)۔ جس میں امین بن کے رہنے یا خائن بن جانے کی آزادی (اختیار) انسان کو دی ہے۔ اس کے متعلق وہ انسان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تو برضاء و رغبت میری چیز کو میری مان لے۔ اور تمام زندگی

اس امانت کو رہن ہونے کی حیثیت سے تصرف کرنا قبول کر لے اور خیانت کرنے کی جو آزادی تجھے دی گئی ہے اس سے خود بخود دست بردار ہو جا۔ اس طرح اگر دنیا کی زندگی (عارضی زندگی) میں اپنی خود مختاری کو میرے ہاتھ فروخت کر دے گا تو اللہ بزرگ و برتر تجھے بعد کی جاودانی زندگی میں اس کی قیمت بصورت جنت ادا کریں گے۔

جو انسان اللہ رب العزت کے ساتھ بیع کا یہ معاملہ طے کر لے وہ مومن ہے۔ اور ایمان دراصل اس بیع کا دوسرا نام ہے۔ اور جو شخص اس سے انکار کر دے یا اقرار کرنے کے باوجود ایسا رویہ اختیار کرے جو بیع نہ کرنے کی صورت ہی میں اختیار کیا جاتا ہے، یہی کفر اور بغاوت ہے۔

### بیع کی حقیقت کا جائزہ:

(i) بیع کے اس معاملے میں اللہ بزرگ و برتر نے انسان کو دو بڑی آزمائشوں میں ڈالا ہے۔

(i)..... اللہ رب العزت کی تفویض کردہ آزادی / خود مختاری ملنے کی صورت میں وہ مالک ہی کو مالک سمجھے نہ کہ بغاوت کرنے لگے۔

(ب)..... کیا انسان اللہ بزرگ و برتر پر اعتماد کر کے اپنی موجودہ زندگی کی خود مختاری اور آزادی کے مزے چھوڑ کر جو کہ

اسے نقد مل رہے ہیں اخروی زندگی میں ملنے والی جنت (ادھار) کے وعدہ پر اکتفا کرتا اور راضی ہوتا ہے یا نہیں؟

(ii) اسلامی معاشرہ یا سوسائٹی جس قانون پر بنتی ہے اس کی رو سے ایمان لانے کے بعد کوئی قاضی کسی کے غیر مومن یا خارج

ازامت مسلمہ ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا جب تک اس کے اقرار و عمل میں جھوٹا ہونے کا کوئی صریح ثبوت نہ مل جائے۔

لیکن اللہ بزرگ و برتر کے ہاں جو ایمان معتبر ہے اس کے مطابق بندہ اپنے اقرار / خیال اور عمل دونوں میں اپنی آزادی

و خود مختاری کو اللہ رب العزت کے ہاتھ بیچ دے اور اپنی ملکیت سے کلیتہً دست بردار ہو جائے۔

(iii) ایمان کی یہ حقیقت مسلم رویہ زندگی کو کافرانہ رویہ عملی / زندگی سے بالکل جدا کر دیتی ہے۔ مسلم جو اپنے آپ کو نظام اسلام

میں داخل کر چکا ہو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ بزرگ و برتر کے قانون / نظام کے مطابق کام کرتا ہے۔ نہ کہ خود

مختاری کا رویہ اختیار کرتا ہے۔

اسی طرح جو گروہ یا معاشرہ اہل ایمان سے بنا ہو وہ اجتماعی طور پر کوئی پالیسی، سیاست، تہذیب و تمدن، طریق معیشت و

معاشرت اور صلح و جنگ یا بین الاقوامی رویہ اللہ بزرگ و برتر کے قانون / نظام یا مرضی سے آزاد ہو کر اختیار نہیں کر سکتا۔ اگر

اللہ نہ کریں عارضی غفلت کی بنیاد پر اپنی مرضی سے اپنا بنایا ہوا قانون / نظام اختیار کرتا ہے۔ تو جس وقت اس کو انتباہ / احساس

ہوتا ہے تو اسی وقت آزادی کا رویہ چھوڑ کر اللہ بزرگ و برتر کے قانون / نظام / احکامات کی طرف پلٹ آتا ہے۔ اللہ بزرگ و

برتر کے احکامات / قانون / نظام سے بے نیاز ہو کر اپنی زندگی گزارنا بہر حال ایک کافرانہ زندگی کا عمل ہے۔ خواہ اس پر چلنے

والے لوگ خواہ مسلم کے نام سے موسوم ہوں یا غیر مسلم کے نام سے۔

(iv) اس معاہدہ بیع کی رو سے اللہ بزرگ و برتر کے احکامات/قانون/نظام کی پابندی انسان پر لازم ہے۔ اپنے آپ کسی چیز کو اللہ رب العزت کی مرضی/قانون ٹھہرا لینا اللہ بزرگ و برتر کی مرضی نہیں بلکہ انسان کی اپنی مرضی کا اتباع ہے۔ اور یہ معاہدہ بیع کی خلاف ورزی ہے۔ اللہ بزرگ و برتر کے ساتھ اپنے معاہدہ بیع پر صرف وہ انسان یا گروہ قائم سمجھا جائے گا جو اپنا پورا رویہ زندگی (عمل) اللہ سبحانہ تعالیٰ کی کتاب، دین اسلام اور اس کے نبی ﷺ کی ہدایت سے اخذ کرتا ہو۔

۲۔ سورہ التوبہ کی آیت (۱۱۲) میں؛ التائبون؛ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کا لفظی ترجمہ ”توبہ کرنے والے“ یعنی یہ اہل ایمان کی ایک مستقل صفت ہے۔ اور انداز بیان سے محسوس ہوتا ہے۔ کہ اہل ایمان ایک ہی مرتبہ توبہ نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ توبہ کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ توبہ کے اصل معنی رجوع کرنے یا پلٹنے کے ہیں۔ لہذا اس کی روح کو ظاہر کرنے کے لیے اس کا تشریحی ترجمہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ وہ ”اللہ رب العزت کی طرف بار بار پلٹتے ہیں“ ایمان لانے والے اگرچہ اپنے پورے شعور و ادراک سے اللہ تعالیٰ سے اپنے جان و مال کی بیع (سودا) کا معاملہ طے کرتے ہیں چونکہ ظاہراً احساس یہی ہوتا ہے۔ کہ نفس (جان) اس کا اپنا ہے۔ اور مال بھی اس کا اپنا ہے۔ اس لیے ایک مومن کی زندگی میں بے شمار ایسے مواقع آتے ہیں کہ وہ اُس اللہ رب العزت سے کیے گئے بیع کے معاملہ کو بھول جاتا ہے۔ اور غافل ہو کر کوئی نہ کوئی بیع کے خلاف کام کر بیٹھتا ہے جس سے آزادی اور خود مختاری کا اظہار ہوتا ہے۔ جبکہ مومن کی صفت یہی ہوتی ہے کہ جب ہی اس کی غفلت، اور بھول دور ہوتی ہے۔ اور وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے عہد کی خلاف ورزی کر بیٹھا ہے۔ تو اسے ندامت ہوتی ہے۔ شرمندگی کے ساتھ اپنے رب العزت کی طرف پلٹتا ہے۔ معافی مانگتا ہے۔ اپنے عہد کو پھر سے تازہ کرتا ہے۔ یہی بار بار کی توبہ اور پھر ندامت و شرمندگی سے اپنے رب العزت کی طرف پلٹنا اور اللہ بزرگ و برتر کو حاکم تسلیم کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل، قانون کی پابندی اور نظام اسلام میں داخل ہونا اس کے ایمان کے دوام اور ثبات کا ضامن ہے۔ یہی مقام آدمیت اور منصبِ خلافتِ مسلم انسانیت کا حُسن ہے۔

ورنہ انسان جن بشری کمزوریوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ کہ کامل شعوری حالت میں اس بیع کے تقاضوں کو پورا کرتا رہے۔ اور کسی وقت بھی غفلت و بھول اس پر طاری نہ ہونے پائے۔ اسی لیے اللہ رب العزت مومن کی تعریف میں یہ نہیں فرماتے کہ وہ کبھی پھسلتا ہی نہیں بلکہ مومن کی قابل تعریف صفت یہ قرار دیتے ہیں کہ پھسل پھسل کر بار بار راہِ مستقیم پر آتا ہے (یہی منصبِ خلافت کا حسن ہے)۔ یہی وہ بڑی انسان کی خوبی ہے۔ جو اللہ بزرگ و برتر کو نہایت پسند ہے۔ جو ابلیس کی طرح اپنے انحراف اور غلطی پر جمار ہے وہ اللہ رب العزت کو ناپسند ہے۔ اور اللہ جل شانہ کے غضب کا باعث ہے۔

۳۔ اسی سورہ التوبہ کی آیت میں لفظ؛ السائحون؛ آیا ہے۔ جس کا مطلب زمین میں گردش کرنے والے، سیاحت کرنے والے یا گھومنے پھرنے والے ہی محض نہیں بلکہ ایسے مقاصد کے لیے زمین میں نقل و حرکت کرنا جو بہت بلند ہو (دین و

خلافت کا قیام) جس میں اللہ بزرگ و برتر کی رضا خوشنودی مطلوب ہو۔ صاف ظاہر ہے اللہ رب العزت کو تو اپنی حاکمیت، مطلوب ہے۔ کہ کرہ ارض پر اس کا نظام / قانون بذریعہ انسان نافذ ہو۔ لہذا مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نظام / قانون کی بالادستی اور نفاذ کے لیے دنیا میں دوڑ دھوپ اور سعی و جہد مسلسل کرتا پھرتا ہے۔

۴۔ پھر فرمایا کہ مومن اللہ بزرگ و برتر کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی جو عبادت کا فرض مومن کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ کہ وہ دنیا میں اللہ بزرگ و برتر کے قانون / نظام (دین) کے تحت جو اخلاق، معیشت و معاشرت، تہذیب و تمدن، سیاست و عدالت، اور صلح و جنگ کے معاملات کی حدود مقرر کی گئی ہیں۔ ان کی پابندی کریں۔ اپنے انفرادی اور اجتماعی عمل کو اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر محدود رکھیں۔ اور کبھی بھی ان سے تجاوز کر کے اپنی من مانی کارروائیاں نہ کرنے لگیں۔ اور نہ ہی اللہ حکم الحاکمین کے قوانین / نظام کی بجائے اپنے خود ساختہ قوانین / نظام کو اپنی زندگی میں رائج کریں۔ بلکہ اللہ بزرگ و برتر کے قوانین / نظام کے حدود کے ضابطوں کو قائم کریں انہیں کبھی ٹوٹنے نہ دیں (نظام خلافت قائم کریں)۔

۵۔ سورة الطور کی آیت ۲۱ میں لفظ ”رہن“ استعمال ہوا ہے۔ جو بہت ہی اہم اور معنی خیز ہے۔ ایک شخص اگر کسی سے کچھ قرض لے۔ تو قرض دینے والا اپنے حق قرض کی ادائیگی کے لیے ضمانت کے طور پر مقروض کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھ لے۔ جب تک مقروض وہ قرض ادا نہ کرے اس وقت تک فک رہن نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مدت مقررہ گزر جانے پر بھی مقروض فک رہن نہ کرائے تو شے مرہونہ ضبط ہو جاتی ہے۔

انسان اور اللہ رب العزت کے درمیان ”رہن“ کے معاملہ کی بھی یہی تشبیہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے انسان کو جان، سر و سامان، طاقتیں، صلاحیتیں اور جو اختیارات، اور رزق کے وسائل بطور خلیفہ عنایت کیے ہیں۔ وہ گویا ایک قرض ہے۔ جو مالک الملک نے بطور امانت بندے کو دیا ہے۔ اس قرض کی ضمانت کے طور پر بندے کا نفس (جان) اللہ رب العزت کے پاس رہن ہے۔ بندہ اس سامان رزق و وسائل، قوتوں، صلاحیتوں اور اختیارات کو صحیح استعمال کر کے اپنا فرض منصبی ادا کرے تو یہ قرض ادا ہو سکتا ہے۔ اور وہ اپنے شے مرہونہ (نفس) کو چھڑالے گا۔ ورنہ اسے ضبط کر لیا جائے گا۔

اگر انسان اپنا فرض منصبی (عبادت) ادا کرنے کی سر توڑ کوشش کرتا ہے تو پھر اس پر رحم کیا جائے گا۔ دنیا میں دین اسلام کی نعمت سے نوازا جائے گا اور آخرت میں اسے لازوال انعامات سے نوازا جائے گا جو اسے جنت کی شکل میں عنایت کیے جائیں گے۔ وہ فرض منصبی کیا ہے؟ وہ اقامت دین اور قیام خلافت کی شکل میں اللہ بزرگ و برتر کی حاکمیت کو کرہ ارض کی زندگی میں قائم کرنا ہے۔

## ۲۔ الرَّحِيمُ

یہ اللہ رب العزت کا وہ اسم حسنی ہے جو اللہ رب العزت کے رحیم و کریم ہونے کا مظہر ہے۔ اور یہ مخصوص ہے مومنین کے لیے۔ دنیا اور آخرت دونوں کے لیے۔

دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں:

۱۔ ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (سورة البقرہ: ۱۶۰)  
 ”مگر جو لوگ توبہ کر لیں (نظامِ باطل سے) اور اپنی اصلاح کر لیں۔ اور ثابت (عمل سے واضح) کر دیں تو ان لوگوں کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے اور میں (اللہ رب العزت) توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہوں (دینِ رحمت سے نوازنے والے)۔“

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارًا أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۗ خُلِدُوا فِيهَا ۗ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ﴾ (سورة البقرہ: ۱۶۱-۱۶۲)  
 ”جن لوگوں نے کفر (انکار) کیا (قرآن و دینِ حق، اسلام کا) اور کفر (دینِ باطل) پر ہی موت آئی۔ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ، اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔ ان پر عذاب ہلکا بھی نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ڈھیل دی جائے گی اور اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔“

﴿وَاللَّهُمَّ اللَّهُ وَاحِدٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ (سورة البقرہ: ۱۶۳)  
 ”اللہ رب العزت ہی تمہارے الہ (حاکم، رب، معبود) ہیں اور وہ صرف اور صرف ایک ہی الہ (حاکم) ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ (رب، حاکم و معبود) نہیں ہیں۔ اور وہی نہایت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔“

۲۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۗ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورة البقرہ: ۲۱۸)

”البتہ جو لوگ ایمان لائے (دینِ باطل چھوڑ کر، دینِ حق قبول کر لیا) اور پھر نظامِ حق کی خاطر ہجرت کی اور پھر اللہ کے راستے میں (دین/نظامِ حق کی خاطر) جہاد کیا (جدوجہد/کوشش و محنت کی) وہی لوگ اللہ رب العزت کے رحم (دینِ رحمت) کے امیدوار ہیں اور اللہ رب العالمین بخشنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔“

۳۔ ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

(سورة آل عمران: ۳۱)

”اے نبی کرم ﷺ آپ علان کر دیں کہ اگر تم لوگ اللہ رب العزت سے محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو (جیسے میں زندگی گزار رہا ہوں اسی طرح زندگی گزارو) تو اللہ تعالیٰ آپ لوگوں سے محبت کریں گے اور تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ جب کہ اللہ رب العزت بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔“

۴۔ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿٥﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرُّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٦﴾ أُولَئِكَ جَزَاءُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿٧﴾ خُلِدُوا فِيهَا ۗ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا ۗ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾﴾  
(آل عمران: ۸۵ تا ۸۹)

”جو شخص غیر اسلام دین (نظامِ باطل) کی تلاش کرے گا (زندگی گزارے گا) کرے گا اس کا دین / نظامِ زندگی قبول نہ کیا جائے گا۔ (مثلاً جمہوریت / سوشلزم / آمریت وغیرہ) آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔ ۸۵۔ اللہ رب العزت ان لوگوں کو کیسے راہنمائی / ہدایت دیں گے جو اپنے ایمان لانے اور رسول اللہ ﷺ کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد کافر ہو جائیں (دین اسلام قبول نہ کریں)۔ اللہ رب العزت ایسے ظالم لوگوں کو راہنمائی و ہدایت نہیں دیتے۔ ۸۶۔ ان کی تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ ۸۷۔ جس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ ۸۸۔ ہاں اگر وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر لیں (یعنی نظامِ باطل کو چھوڑ دیں / اور دین اسلام میں داخل ہو جائیں) اور اپنی اصلاح کر لیں (دین باطل کو چھوڑنے کا ثبوت دیں) تو پھر اللہ رب العزت بخشنے والے اور رحم فرمانے والے (دین رحمت سے نوازنے والے) ہیں۔“

۵۔ ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۗ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾﴾

(سورة المائدة: ۳۴)

”مگر ہاں وہ لوگ جو گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کر لیں (نظامِ باطل چھوڑ دیں) تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے (دین رحمت سے نوازنے والے) ہیں۔“

۶۔ ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩﴾﴾ (المائدة: ۳۹)  
”جو شخص (نظامِ باطل کا) ظلم کرنے کے بعد توبہ کر لے (نظامِ باطل کو چھوڑ کر نظامِ حق کو قبول کر لے) اور

اپنی اصلاح کر لے، تو اللہ رب العزت اس کو ضرور معاف فرمائیں گے۔ وہ بہت زیادہ بخشنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔“

۷۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتَهُمُ الْبَلِيَّةَ ظَالِمِينَ أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١٠٠﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانَ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿١٠١﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا غَفُورًا ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرْعَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۖ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٠٣﴾﴾ (النساء: ۹۷-۱۰۰)

”جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے (نظامِ باطل میں زندگی گزار رہے تھے) ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور (بے بس) تھے۔ تو فرشتوں نے کہا کہ اللہ رب العزت کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم کہیں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاسکے، بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیں۔ جو اللہ رب العزت کی راہ میں (قیامِ دین و خلافت کے لیے) ہجرت کرے گا، تو زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے، پھر راستہ ہی میں اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ رب العزت کے ذمہ ہو گیا۔ اللہ رب العزت بہت بخشش فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔“

۸۔ ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٠٤﴾﴾ (النساء: ۱۱۰)

”ہاں اگر کوئی شخص سوء (دین دشمنی) کرے یا اپنے نفس (آپ) پر ظلم کر جائے (کفر یا شرک کر بیٹھے) اور اس کے بعد اللہ رب العزت سے معافی کی درخواست کرے تو اللہ رب العزت ضرور درگزر کرنے والے اور رحم فرمانے (دینِ رحمت سے نوازنے) والے پائے گا۔“

۹۔ ﴿وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلِّمُوا عَلَيْنَا سَلَامًا عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ إِنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٠٥﴾﴾ (سورة الانعام: ۵۴)

”جب آپ کے پاس ہمارے احکامات یعنی دین و قرآن پر ایمان لانے والے لوگ آئیں تو ان کو (شفقت و محبت سے) السلام علیکم کہیے (یعنی تم پر سلامتی ہو) اور یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کے رب العزت

(حاکم اعلیٰ) نے (اپنے بندوں پر) رحم و کرم فرمانا اپنے لیے لازم کر لیا ہے۔ اس لیے کہ تم میں سے جو شخص لاعلمی (جہالت اور نادانی) میں کوئی سوء (دین دشمنی) کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے (دشمنی چھوڑ دے) اور اپنی اصلاح کر لے تو پھر یقین رکھیں اللہ رب العزت معاف فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔“

۱۰۔ ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا الشُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورة النحل: ۱۱۹)

”جن لوگوں نے جہالت (لاعلمی یا نادانی) کی بنا پر کوئی سوء (دین دشمنی) کی پھر توبہ کر لی (دین دشمنی چھوڑ دی) اس کے بعد اور اپنی اصلاح کر لی تو پھر اللہ رب العزت لازماً معاف فرمانے والے اور رحم فرمانے (دین رحمت سے نوازنے) والے ہیں۔“

۱۱۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا﴾ (المريم: ۶۰)

”مگر جو لوگ توبہ کرتے ہیں (نظام باطل کو چھوڑ دیتے ہیں اور نظام حق قبول کر لیتے ہیں) اور ایمان لے آتے ہیں (نظام حق میں داخل ہو جاتے ہیں) اور پھر عمل صالحہ کرتے ہیں (دین حق کو قائم کرنے کی کوشش اور محنت کرتے ہیں) وہی لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔“

۱۲۔ ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ (طہ: ۸۲)

”اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ میں معاف کرنے والا (بخشنے والا ہوں) اگر کوئی شخص توبہ کر لے (نظام باطل چھوڑ دے اور دین حق کو قبول کر لے) اور ایمان لائے (دین اسلام میں داخل ہو جائے) اور پھر عمل صالحہ کرے (یعنی دین حق کو قائم کرنے کی کوشش اور محنت کرے) اور پھر ہماری ہدایت / راہنمائی پر عمل کرتا رہے (تو پھر میں لازماً بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہوں)۔“

۱۳۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الفرقان: ۷۱، ۷۰)

”جو لوگ توبہ کر لیں (نظام باطل چھوڑ دیں) اور ایمان لے آئیں (دین حق قبول کر لیں) اور عمل صالحہ کریں (دین حق کو قائم کرنے کی کوشش و محنت کریں) انہی لوگوں کی سابقہ سیئات (دین دشمنی و جرائم) اللہ رب العزت حسنات میں بدل دیں گے۔ یقیناً اللہ رب العزت بخشنے والے اور رحم فرمانے (دین رحمت سے نوازنے) والے ہیں اور جو کوئی توبہ تائب ہو جائے (دین باطل چھوڑ کر دین حق قبول کر لے) اور عمل صالحہ کرے (دین حق کو قائم کرنے کی کوشش کرے) حقیقت میں وہ اللہ رب العزت کی طرف

رجوع کرتا ہے (توبہ کرتا ہے) جیسے رجوع کرنے کا حق ہے (توبہ کرنے کا حق ہے)۔“  
 ۱۳۔ ﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَلِيمٌ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾﴾ (الحشر: ۲۲)  
 ”وہی اللہ رب العزت ہی وہ ذات اقدس ہیں جن کے علاوہ کوئی؛ الہ؛ (حاکم/رب/معبود) نہیں ہے۔  
 وہ سب حاضر اور غائب کو جاننے والے اور علم رکھنے والے ہیں۔ اور (اپنے حاکم/الہ/معبود کو ماننے والوں  
 پر) وہ بہت ہی مہربان اور رحم فرمانے (دین رحمت سے نوازنے) والے ہیں۔“

## اہم نقاط اور خلاصہ!

(۱) توبہ سے کیا مراد ہے؟

توبہ سے مراد دین باطل (نظام باطل کے رسم و رواج یا معاشی، معاشرتی، سیاسی، اور اخلاقی برائیوں) سے برائت یا اس کو چھوڑنے کا اعلان اور دین حق/اسلام کو تسلیم/قبول کرنے کا اعلان۔ دوسرے الفاظ میں اللہ رب العزت کی طرف لوٹنا اور رجوع کرنا۔

(۲) ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

دین باطل کو چھوڑنے اور دین حق، اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کرنا۔ یہ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ کر (، اقرار کر کے) اور عملاً اسلام کے اصول و ضوابط کی پابندی کرنا ہے۔ (یعنی اخلاقی، معاشی معاشرتی و سیاسی قوانین و ضوابط کی پابندی اور رسوم عبادت ادا کر کے قبول دین حق ثابت کرنا ہے)۔

(۳) اصلاح سے کیا مراد ہے؟

جب نظام حق کو قبول کر کے داخل ہو گئے تو پھر نظام باطل کی تمام رسوم عبادت/برائیوں (معاشی، معاشرتی و سیاسی اور اخلاقی) کو چھوڑ دینا اور نظام اسلام/قرآن مجید کے اصول و ضوابط (رسوم عبادت) کو اختیار کرنا اور عملاً ثابت کرنا کہ ہم نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے کیا مراد ہے؟

پیروی سے مراد ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی اسلام کے اصول و ضوابط اور رسوم عبادت سے (قیام دین و خلافت کے لیے) گزاری اسی طرح ہم نے اپنی زندگی انفرادی اور اجتماعی گزارنی ہے۔ تو پھر اللہ رب العزت محبت کریں گے۔

(۵) نفس پر ظلم کرنے سے کیا مراد ہے؟

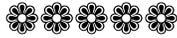
نظام باطل میں اپنی زندگی گزارنا (ہر قسم کے انسان کے بنائے ہوئے نظام، قانون، آئین پر چلنا) یہی اپنے نفس پر ظلم

کرنا ہے۔

(۶) جو لوگ توبہ کر لیں! ایمان لے آئیں اور عملاً دینِ حق کو قبول کرنے کا ثبوت دے دیں اور توبہ کرنے کا حق ادا کر دیں تو پھر اللہ رب العزت ان کی سابقہ زندگی کی تمام سیئات/برائیاں اور نظامِ حق کے خلاف کئے ہوئے اقدامات کو حسنات کے درجات میں بدل دیں گے اور دنیا میں دینِ حق سے نوازیں گے (یعنی امن و آشتی عطا کریں گے اور دشمن کے خوف و غم و حزن اور مشکلات و مسائل سے نجات دے دیں گے)۔

(۷) الحمد للہ رب العالمین کے بعد الرحمن الرحیم کی ادائیگی کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے کہ جب انسان نظامِ باطل/طاغوت سے برأت کا اعلان کرتا ہے اور توبہ تائب ہو کر ایمانِ نظامِ حق پر لے آتا ہے تو پھر اللہ رب العزت نہایت مہربان اور رحیم ہیں وہ پھر انسان کو اپنے دامنِ رحمت اور دینِ رحمت سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ جیسے پوری کائنات کو اللہ رب العالمین نے اپنی رحمت (دین) سے ڈھانپا ہوا ہے۔ تو پھر انسان کو دنیا کے ہر قسم کے غم و حزن، خوف و ہراس اور مشکلات و مسائل سے نجات مل جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر اللہ رب العزت انسان کا ہاتھ بن جاتے ہیں۔ آنکھ اور کان بن جاتے ہیں۔ انسان اللہ رب العزت کی طرف ایک ہاتھ آتا ہے تو رب العزت دو ہاتھ آتے ہیں۔ اور انسان چل کر جاتا ہے اللہ رب العزت دوڑ کر انسان کی طرف آتے ہیں۔ تو پھر انسان کا ایک ایک لمحہ زندگی عبادتِ الہی میں شمار ہوتا ہے۔ (۸) جو لوگ اللہ رب العزت کا کفر کرتے ہیں (دینِ حق/قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں) ان پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ، اور تمام جہان کے انسانوں کی لعنت ہو جاتی ہے۔ اور ان کے نظام/دینِ باطل/قوانین اور خود ساختہ اصول و ضوابط اور آئین کو اللہ رب العزت قیامت کو قبول نہیں کریں گے اور ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اور نہ کم ہونے والا عذابِ جہنم ہوگا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ایسے لوگوں پر اللہ رب العزت رحم نہ فرمائیں گے اور ان کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع کر دیئے جائیں گے۔

اسی لیے جب ہم الرحمن الرحیم کے الفاظِ صلوة میں ادا کرتے ہیں تو پھر اللہ رب رحمن کے گونا گوں انعامات، احسانات اور دیئے گئے فضائل کا اقرار کرتے ہوئے اللہ رب رحیم و کریم سے رحم کی اپیل کرتے ہیں کہ اے رب رحمن و رحیم ہمیں اپنے دامنِ رحمت اور دینِ رحمت سے بھی ڈھانپ لیں اور پھر ہم پر اور پوری انسانیت پر رحم فرمائیں۔ آمین۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مَلِكِ یَوْمِ الدِّینِ ③

سورہ فاتحہ کی یہ آیت مبارکہ بھی تین الفاظ پر مشتمل ہے (مَلِكِ... یَوْمِ... اور... الدِّینِ ③) جس میں 'مالک' سے مراد... مالک تو صرف اللہ رب العزت ہی ہیں۔

'یوم' کے معنی... 'دن' کے ہیں اور 'الدین' سے مراد... وہ خاص دن ہے جس دن انسانوں کو حساب اور جزاؤ سزا کے لیے اکٹھا کیا جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں... جزاؤ سزا کا وہ دن... جب دین اسلام (قرآن مجید فرقان حمید کے اصول و ضوابط) کے مطابق انسانوں کا حساب لیا جائے گا۔

اب ہم قرآن پاک ہی سے پوچھتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ ہم کیوں پڑھتے ہیں۔ اس کا مقصد و مدعا کیا ہے؟ اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ.....

۱- ﴿قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۗ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۗ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۗ قَالَ فَبِعَذَّتِكَ لَأَعُوذَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۗ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْخَالِصِينَ ۗ﴾ (سورہ ص: ۷۹ تا ۸۳)

”ابلیس نے کہا کہ..... اے اللہ رب العزت مجھے مہلت دیں جب تک لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا (یوم الدین، قیامت کے دن تک)۔ تو فرمایا اللہ رب العزت نے اچھا تجھے اس روز تک مہلت (کھلی چھٹی) ہے۔ جس کا وقت مجھے (اللہ تعالیٰ کو) معلوم ہے۔ تو ابلیس نے کہا آپ کی عزت کی قسم میں ان سب انسانوں کو گمراہ کروں (بہکاؤں) گا۔ سوائے ان تیرے بندوں کے جو مخلص ہوئے۔ (قیام دین و خلافت اور آپ کی حاکمیت و عبادت کے لیے)۔“

۲- ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۗ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۗ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنِ أَخَّرْتَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأُحْتَكِنَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۗ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۗ﴾ (سورہ بنی اسرائیل: ۶۳، ۶۲، ۶۱)

”یاد رہے کہ جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا تھا۔ ابلیس نے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے آپ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے؟ پھر اس نے کہا کہ اچھا دیکھیں اس (آدم علیہ السلام) کو..... جسے آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ اگر آپ مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیں تو میں چند ایک کے سوا اس کی ساری اولاد کو اپنے تابع کر کے دکھا دوں گا۔ تو پھر اللہ رب العزت نے فرمایا۔ کہ دفع ہو جاؤ۔ ان میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تو تم سب کو

دوزخ میں اس کی پوری پوری سزا دی جائے گی۔“

۳۔ ﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أُغْوِيَنَّهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَكِنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْعَلِينَ ﴿٤٣﴾﴾ (سورة الحجر: ۳۹، ۴۳)

”ابلیس نے کہا (نعوذ باللہ) اے میرے رب العزت جیسے آپ نے مجھے گمراہ کیا تو میں بھی ان انسانوں کے لیے زمین کو مزین کر کے (خوشنما بنا کر) گمراہ کرنے کا سامان کروں گا۔ سوائے چند ایک مخلص بندوں کے جو کہ صراط مستقیم پر ہوں گے۔ (قیام دین و خلافت کی کوشش و محنت کرنے والے) بلاشک و شبہ میرے بندوں پر تیرا زور، حکم نہ چلے گا۔ سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی کریں گے (جو دین و خلافت کے دشمن ہوں گے)۔ بلاشبہ ان سب کے لیے جہنم کا وعدہ ہے۔“

۴۔ ﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۗ وَلِتَسْأَلَنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾﴾ (سورة النحل: ۹۳)

”اگر اللہ رب العزت چاہتے تو سب انسانوں کو ایک ہی امت (قیام دین و خلافت پر زندگی گزارنے والے، یعنی امت واحدہ) بنا دیتے۔ لیکن اللہ رب العزت گمراہ کر دیتے ہیں (جو ایمان نہیں لاتے قرآن، دین اسلام پر) جسے چاہتے ہیں، ہدایت و راہنمائی عطا فرماتے ہیں (ایمان لانے والوں کو) جسے چاہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تم لوگوں سے جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے لازماً باز پرس فرمائیں گے۔ (قیام دین و خلافت، اور عبادت الہی کے متعلق؟)“

۵۔ ﴿وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضِلِّ فَلَن تَجِدَ لَهُم أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ ۗ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِّيًّا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَا وَلَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٤﴾ ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۗ بِأَيْتِنَا وَقَالُوا إِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ۗ إِنْآ لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٥﴾ أَوْ كَمْ يَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۖ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ ۗ فَبِأَيِّ الظَّالِمِينَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٦﴾﴾ (سورة بنی اسرائیل: ۹۸، ۹۹)

”یاد رکھو جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ راہنمائی فرمائیں (ہدایت دیں) وہی ہدایت (راہ راست) پر ہے۔ جسے وہ بھٹکا دیں (گمراہ کر دیں) تو پھر وہ لوگ اللہ رب العزت کے بغیر کوئی اپنا سرپرست (ولی، دوست) نہیں پائیں گے (جو انہیں راہنمائی یا ہدایت دے)۔ بلکہ ہم (اللہ رب العزت) ان لوگوں کو قیامت کے روز اندھے، گونگے، اور بہرے کر کے اوندھے منہ اٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ جب کبھی دوزخ

کی آگ بجھنے لگے گی تو ہم ان پر اور تیز کر دیں گے۔ - ۹۷۔ یہ جزاء، یا سزا انہیں اس لیے ملے گی کہ انہوں نے (دنیا میں) ہمارے آیات (احکام قرآن و دین حق) کا کفر کیا تھا۔ (انکار کیا تھا) اور کہتے تھے کہ جب ہم مرنے کے بعد ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ (بنایا) تخلیق کیا جائے گا؟ (یہ مذاق کرتے تھے)۔ اے لوگو! کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ جن احکم الحاکمین اللہ نے یہ آسمان و زمین بنائے ہیں وہ ان جیسے لوگوں کو (دوبارہ) بنانے پر پوری طرح قدرت و طاقت رکھتے ہیں اور ایک وقت بھی مقرر کر رکھا ہے (دوبارہ پیدا کرنے کے لیے)۔ جس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن یہ ظالم (باطل پرست) پھر بھی اس کا انکار ہی کئے جا رہے ہیں۔“

۶۔ ﴿وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۖ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِئْتُمْ ۚ قَالُوا لَبِئْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِئْتُمْ ۚ فَلَبِئْتُمْ أَهْدَىٰ ۚ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۚ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۗ﴾ (سورہ الکہف: ۱۹-۲۰)

”اسی طرح ہم نے انہیں بیدار کر دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ گچھ کریں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا، بتاؤ ہم یہاں کتنی دیر (سوئے) رہے ہیں؟۔ وہ بولے: ہم ایک دن یا دن سے کچھ کم سوئے ہوں گے۔ پھر کہنے لگے اللہ رب العزت ہی کو صحیح علم ہے۔ بہر حال اب ہم لوگ یہ سکہ یا روپیہ دے کر اپنے میں سے کسی کو شہر بھیجیں تاکہ پاکیزہ کھانا دیکھ کر لائے اور وہ بہت احتیاط و نرمی سے کام لے اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے دے۔ اگر (شہر کے) لوگوں نے آپ کو پکڑ لیا تو سگسار کر (جان سے مار) دیں گے۔ یا تمہیں (زبردستی) اپنے دین (نظامِ باطل) میں واپس لے جائیں گے۔ تو پھر اس صورت میں آپ کبھی بھی (دنیا و آخرت) میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔“

اہم نوٹ! یاد رہے اس سے پہلے اصحاب کھف نے دعا مانگی کہ.....

﴿إِذْ أَوْى الْفُتَيَّةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝﴾

(الکہف: ۱۰)

”انہوں نے پکارا! اے ہمارے رب العزت (حاکمِ اعلیٰ) ہمیں اپنی رحمت (دینِ رحمت) سے نوازیں اور ہمیں ہمارے کام (مقصدِ زندگی یا قیامِ دین و خلافت) میں راہنمائی عطا فرماویں۔“  
(کیوں کہ ہماری قوم نے اللہ رب العزت کو چھوڑ کر کئی الہ، حاکم، معبود بنا رکھے ہیں۔)

۷۔ ﴿وَإِنَّا خَافْنَا لَمَّا يُلْحِقُنَا إِلَٰهِنَا اللَّهُ لَوْلَا إِلَٰهٌ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۚ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ

السَّاعَةِ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِيَجْزِيَ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى ﴿١٦﴾ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هُدَاهُ فَتَرْدَى ﴿١٧﴾ (سورہ طہ: ۱۳ تا ۱۶)

”اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے آپ کو (نبوت کے لیے) منتخب کر لیا ہے۔ اس لیے جو کچھ آپ کو وحی کیا جا رہا ہے اسے غور سے سنئے! حقیقت یہ ہے کہ بلاشک و شبہ میں ہی اللہ رب العزت ہوں۔ میرے علاوہ کوئی: الہ: (حاکم، رب، معبود) نہیں۔ لہذا میری ہی عبادت (قیامِ دین و خلافت) کریں اور مجھے یاد رکھنے کے لیے صلوٰۃ کو قائم رکھیں۔ کیونکہ قیامت آنے والی ہے (جلدی)۔ جسے میں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر شخص (میری عبادت کی) کوشش و محنت کا بدلہ و اجر پائے۔ ۱۵۔ پھر ایسا شخص جو میری عبادت کرنے اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا (منکر ہے) اور اپنی خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ کہیں وہ آپ کو میری عبادت کرنے سے روک نہ دے؟۔ اگر ایسا ہوا تو آپ ہلاک ہو جائیں گے۔“

۸۔ ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْضُونَ ﴿١٨﴾ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِمْ مُّحَدَّثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿١٩﴾ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ﴿٢٠﴾ وَاسْأُوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴿٢١﴾ افْتَاتُوا النَّجْوَى وَانْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٢٢﴾﴾ (سورہ انبیاء: ۱ تا ۳)

”اے محمد ﷺ! لوگوں کے حساب کا وقت (یوم الدین) قریب ہے لیکن وہ غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں (قرآن، دین، نظامِ اسلام سے)۔ بلکہ جب کبھی ان کے رب العزت کی طرف سے کوئی نئی نصیحت (قرآن) آتا ہے تو وہ اسے سننے کی بجائے اپنے کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں (پروا ہی نہیں کرتے)۔ ان کے دل غافل (اللہ اور قیامت کو بھولے ہوئے) ہیں اور چپکے چپکے یہ ظالم (باطل پرست) لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں۔ کہ یہ (محمد ﷺ) تو تمہارے جیسا انسان ہی تو ہے۔ تو آنکھوں سے دیکھ کر بھی اس کے جادو میں کیوں پھنستے ہو۔“

۹۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَرَوُنَّهَا تُنْهَلُّ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴿٢٤﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ﴿٢٥﴾ كَتَبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَآئِهٖ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢٦﴾ أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن تَرَابٍ ثُمَّ مِّن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّن عِلْقَةٍ ثُمَّ مِّن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُّخَلَّقَةٍ لِّنَبِّئَنَّ لَكُمْ ۖ وَنُقَرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاءُ اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا اَشْدَّكُمْ ۖ وَمِنْكُمْ مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَّن يُرَدُّ اِلَىٰ اَرْدَلِ الْعُبْرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مَن بَعْدَ عِلْمِ شَيْعًا ۗ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً

فَإِذَا أُنزِلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَّتْ وَ أَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ رَوْحٍ بِهِجٍ ۝ ذَلِكِ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ أَنَّكَ يُعْجِبُ الْمُؤْتَى وَ أَنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَ أَنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ لَا هُدًى وَ لَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ۝ ثَانِي عَطْفُهُ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۝ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ نُذِيْقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ذَلِكِ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَكَ وَ أَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَالِمٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ ﴿سورة الحج: ۱۰ تا ۱﴾

”اے لوگو! اپنے اللہ رب العزت کی نافرمانی کرنی چھوڑ دو (قرآن، احکامات کو مانو) ورنہ یاد رکھو قیامت کا زلزلہ بہت دہشت ناک ہوگا۔ اس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی (ماں) اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ (مادہ) اپنا حمل گرا دے گی اور تمہیں لوگ نشہ میں (مدہوش) نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ رب العزت کا عذاب (گرفت) ہی بہت سخت ہوگا۔ (جس کی وجہ سے لوگ بدحواس اور پریشان ہوں گے)۔ آپ دیکھتے نہیں ہو! کہ لوگوں میں کچھ لوگ بغیر علم کے اللہ رب العزت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور شیطان کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں (تمام معاملات زندگی میں)۔ حالانکہ یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ جو شخص بھی اس کی سرپرستی (شیطان کی دوستی) میں آئے گا وہ (شیطان) ضرور اس کو گمراہ کر کے دوزخ کے عذاب تک پہنچا کر چھوڑے گا۔ ۴۔ اے لوگو! اگر تمہیں (قیامت کے دن) دوبارہ پیدا ہونے میں شک ہے (تو ذرا غور کرو، سوچو) کہ ہم نے تمہیں پہلے مٹی سے تخلیق کیا (بنایا) پھر نطفہ سے پیدا کیا (باپ کی منی کے جرثومہ اور ماں کے انڈے کے ملاپ سے) پھر نطفہ سے علقہ (گاڑھا خون) بنایا اور پھر علقہ سے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنایا۔ اور پھر مخلقتہ (واضح طور بچہ) بنایا۔ یا غیر مخلقتہ (غیر واضح صورت) بنایا۔ یہ ہم (اپنی قدرت کمال) تم پر واضح بیان کر رہے ہیں۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں ماؤں کے رحم میں ایک خاص وقت مقررہ تک ٹھہراتے ہیں۔ پھر تمہیں بچے کی شکل میں ماں کے پیٹ سے باہر نکالتے ہیں پھر تم اپنی جوانی تک پہنچتے ہو۔ پھر تم میں سے کوئی تو فوت ہو جاتا ہے۔ (بچپن یا جوانی میں) اور کوئی تم میں سے بڑھاپے کی عمر تک پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سب کچھ علم ہونے کے باوجود علم کھو بیٹھتے ہیں اور پھر تم خشک و بے آباد زمین کو دیکھتے ہو (اپنی آنکھوں سے)۔ جب ہم بارش کا پانی برساتے ہیں تو وہ (زمین) تروتازہ ہو کر ابھر آتی اور ہر قسم کی سرسبز نباتات اگانے لگتی ہے ۵۔ یہ سب کچھ جو دنیا میں ہو رہا ہے یہ اللہ رب العزت کے (ایک مربوط) نظام حق کی بنا پر ہو رہا ہے۔ وہی مردوں کو زندہ فرماتے ہیں اور وہی دنیا کی تمام مخلوق پر سب کچھ کرنے کی قدرت و طاقت رکھتے ہیں۔ ۶ اور یہ کہ قیامت کے آنے میں کسی قسم کے

شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور بلاشبہ اللہ رب العزت قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں کو ضرور زندہ فرمائیں گے۔ ۷۔ لوگوں میں سے کچھ بغیر علم، ہدایت و راہنمائی اور روشن کتاب کے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے (تکبر سے) اللہ رب العالمین کے بارے میں جھگڑا و بحث کرتے ہیں۔ ۸۔ تاکہ لوگوں کو اللہ رب العزت کے راستہ، (دین کی اقامت، حاکمیت) سے گمراہ کریں (روکیں)۔ ان لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن بھی ان کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ ۹۔ یہ تمہارے اپنے ہی بھیجے ہوئے دنیاوی اعمال کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تو اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے۔“

۱۰۔ ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِغِينَ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ ﴾ (سورہ الحج: ۱۷)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے (یعنی نظامِ باطل چھوڑ کر۔ نظامِ حق قبول کر چکے ہیں)، اور جو یہودی ہیں، صابی (ستارہ پرست) ہیں، نصرانی (عیسائی) ہیں، مجوس (آتش پرست) ہیں اور وہ جنہوں نے شرک کیا (قرآن، دینِ اسلام، نظامِ حق چھوڑ کر اپنے نظامِ بنا لیے) بلاشبہ اللہ رب العزت قیامت کے دن ان سب کے درمیان فیصلہ فرمادیں گے۔ کیونکہ اللہ رب العزت ہر چیز کے خود گواہ اور شاہد ہیں۔“

۱۱۔ ﴿ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ الْأَدْرَاكُ عَلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ ۗ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا ۗ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُونَ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاءُنَا إِنَّا لِلْمُحْرَجُونَ ۗ لَقَدْ وَعَدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۗ إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۗ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَلٰٓئِقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۗ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۗ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدْفٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۗ وَمَا مِنْ غَآيَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۗ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَفْقَهُ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۗ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۗ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَوْ أُمَّدُ بَرِينًا ۗ وَمَا أَنْتَ بِهَدَى الْعُصْبَىٰ عَنْ ضَلٰٓئِلِهِمْ ۗ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْمِعُونَ ۗ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۗ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۗ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَلِّمُ بِآيَاتِنَا

فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿٦٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ وَقَالَ أَكَدَّبْتُمْ بِأَيْتِي وَ لَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٦﴾ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿٦٧﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا الْيَمَّ لَيْسَ كُنُوفِيهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٨﴾ وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۗ وَ كُلُّ اتَّوَهُ دَخِرِينَ ﴿٦٩﴾ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدًا وَ هِيَ تَمُرٌّ مَرًّا السَّحَابِ ۗ صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي أَنْفَخَ كُلَّ شَيْءٍ ۗ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۗ وَ هُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٧١﴾ وَ مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكَيْبَتْ وَجْوهُهُمْ فِي النَّارِ ۗ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ أَنْ عَبَّدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةَ الَّذِي حَزَمَهَا وَ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ ۗ وَ أَمْرُهُ أَنْ أُنُونَ مِنْ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٣﴾ (سورة النمل: ٦٥ تا ٩١)

”اے محمد ﷺ ان لوگوں کو بتائیں! کہ اللہ رب العزت کے بغیر کوئی بھی زمین و آسمانوں کے غیب کو نہیں جانتا اور نہ ہی یہ کسی کو شعور ہے کہ دوبارہ کب زندہ کیے جائیں گے۔ ۶۵۔ بلکہ ان کو آخرت (قیامت کے آنے) کا سرے سے یقین ہی نہیں۔ جبکہ وہ تو آخرت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ اور اس کے متعلق اندھے (لا پروا) ہو چکے ہیں۔ ۶۶۔ اور یہ کافر لوگ (دین حق کے منکر) یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے آباؤ اجداد (مرکر) مٹی ہو چکے ہوں گے۔ تو کیا دوبارہ قبروں سے نکالے جائیں گے۔؟ ۶۷۔ یقیناً یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ تو سوائے اگلے وقتوں کے لوگوں کی کہانیوں کے اور کچھ نہیں ہے۔ ۶۸۔ ان کو بتاؤ کہ ذرا دنیا میں چل پھر کر دیکھ لو۔ ان مجرموں (منکرین دین حق و خلافت) کا انجام کیا ہوا۔ ۶۹۔ بہر حال آپ محمد ﷺ! ان لوگوں کی حالت پر افسوس نہ کریں اور نہ ان کی سازشوں پر دل کو تنگ اور پریشان کریں۔ ۷۰، اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ بتاؤ یہ (آخرت کا) وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ ۷۱۔ آپ انہیں بتائیں کہ جس (عذاب) کے لیے تم جلدی مچا رہے ہو، شاید اس کا کچھ حصہ (قریب ہی) تمہاری پیٹھ پیچھے آگیا ہو۔ ۷۲۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اللہ رب العزت بہت ہی زیادہ فضل و احسان فرمانے والے ہیں لیکن ان میں سے اکثریت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتی (احکامات، قرآن، دین، حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتی)۔ ۷۳۔ بلا شک و شبہ آپ کے اللہ رب العزت جو ان کے دلوں میں (ارادے) ہیں اور جو ظاہری کرتوت (دین دشمنی) کر رہے ہیں خوب جانتے ہیں۔ ۷۴ اور جو کچھ آسمان و زمین میں غائب (پوشیدہ) اشیاء کا علم اور واضح ریکارڈ کتاب میں موجود ہے۔ ۷۵۔ یہ قرآن مجید بنی اسرائیل کی بہت سی اختلافی باتوں کے حقائق کو تفصیل سے واضح کر رہا ہے۔ ۷۶۔ دراصل یہ قرآن مجید فرقان حمید اپنے ایمان لانے والوں کے لیے

واضح ہدایت و راہنمائی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت بے کراں ہے۔ ۷۷۔ بلاشک و شبہ آپ کے ارب العزت (حاکم اعلیٰ) قیامت کے دن ان اختلافات کرنے والوں (انکار کرنے) کے درمیان اپنے حکم، آرڈر کے ذریعے فیصلہ فرمادیں گے۔ کیونکہ وہی علم حقیقت رکھنے والے حاکم مطلق ہیں۔ ۷۸۔ پس اے محمد ﷺ! آپ اللہ رب العزت پر توکل و بھروسہ رکھیں کیونکہ آپ ہی واضح دین حق (نظام حق) پر ہیں۔ ۷۹۔ بلاشک و شبہ آپ نہ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ ایسے (دل کے) بہروں کو سنا سکتے ہیں جو بیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔ ۸۰ اور نہ ہی آپ اندھوں کو گمراہی سے نکال کر صحیح و سیدھے راستہ پر لاسکتے ہیں۔ آپ تو صرف انہی لوگوں کو (قرآن، دین کا پیغام) سنا سکتے ہیں جو ایمان لے آئیں (نظام باطل چھوڑ دیں) اور دین اسلام (نظام اسلام) میں داخل ہو چکے ہوں۔ ۸۱۔ جب ہمارا قیامت کا وعدہ ان پر پورا ہو جائے گا تو زمین میں سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہمارے احکامات، آیات پر یقین نہیں رکھتے۔ ۸۲۔ پھر اس دن ہر امت میں سے وہ گروہ ترتیب و جماعت بندی کر کے اکٹھے کریں گے جو ہمارے احکامات، آیات کو جھٹلاتے تھے۔ ۸۳۔ جب وہ جماعت کی صورت میں حاضر ہو جائیں گے تو پھر ان سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے میرے احکامات (دین) کو بغیر سوچے سمجھے، بلا تحقیق جھٹلایا تھا؟ یہ تم لوگ کیا حرکت کرتے رہے تھے۔ ۸۴۔ چنانچہ ان کے اس جرم، ظلم، شرک کے ثابت ہونے پر وہ بول بھی نہ سکیں گے۔ ۸۵۔ جو کوئی شخص احسن عمل (عبادت، دین اسلام میں زندگی گزار) کر کے حاضر ہوگا تو اس کے لیے اس سے بہتر اجر ہوگا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ و پریشانی سے محفوظ ہوگا..... ۸۹۔ اور جو لوگ سینات (نظام باطل کی زندگی) لے کر حاضر ہوں گے تو وہ اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے۔ کیا تمہیں ان اعمال کا صلہ نہ دیا جائے گا جو تم دنیا کی زندگی میں کرتے رہے ہو (نظام باطل میں)۔ ۹۰۔ اے محمد ﷺ! آپ ان کو بتادیں کہ۔۔۔ مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں اس قابل احترام شہر (مکہ) کے رب العزت کی عبادت کروں (دین، نظام اسلام میں زندگی گزاروں)۔ جن کے لیے (کاینات) کی ہر شے ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں مسلم لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔“

۱۲۔ ﴿وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَبْلُغُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۝ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝﴾ (سورة العنكبوت: ۱۶-۱۷)

”جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا! بھائیو! اللہ رب العزت کی عبادت کرو (قیامت دین

و خلافت کرو) ، تقوی اختیار کرو (نا فرمانی سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارو) اگر سمجھو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ ۱۶۔ اللہ رب العزت کے سوا جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو (جن کے دین، نظام میں زندگی گزار رہے ہو) وہ تم لوگ جھوٹ گھڑتے ہو۔ بلاشبہ جن جن کی تم عبادت کر رہے ہو اللہ رب العزت کے سوا۔ وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت ہی سے رزق و وسائل مانگا کرو۔ انہی کی عبادت کرو (اللہ کے دین، نظام میں زندگی گزارو) اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کرو (اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرو)۔ کیونکہ (قیامت کو) اللہ رب العزت کے پاس حاضر ہونا ہے۔“

ب: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَكْفُرُونَ بِمَا كَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ۝۱۳﴾ (سورہ العنکبوت: ۲۳)

”جن لوگوں نے اللہ رب العزت کی آیات (احکامات، قرآن) کا اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات یا حاضری کا انکار کیا۔ یہی لوگ قیامت کے روز میری (اللہ تعالیٰ کی) رحمت سے محروم رہیں گے اور انہی کے لیے دردناک عذاب کی سزا ہے۔“

۱۳۔ ﴿اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۱۱ وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝۱۲ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَ كَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ۝۱۳ وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفِقُونَ ۝۱۴ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝۱۵ وَ أَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَ لِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ ۝۱۶﴾ (سورہ الروم: ۱۱ تا ۱۶)

”اللہ رب العزت ہی نے پہلے تخلیق کیا تھا پھر دوبارہ بھی وہی پیدا فرمائیں گے۔ پھر اللہ رب العزت کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ۱۱۔ جب قیامت برپا ہوگی تو مجرم لوگ (قیامت دین و خلافت کے منکر) نا امید ہو جائیں گے۔ ۱۲ اور ان کے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ بھی اللہ رب العزت کے ساتھ بنائے ہوئے شریکوں کا انکار کریں گے۔ ۱۳۔ اور قیامت کے روز وہ لوگ الگ الگ گروہوں میں چھانٹ دیئے جائیں گے۔ ۱۴۔ (دنیا میں) جن لوگوں نے ایمان لایا ہوگا (نظام باطل چھوڑ کر، نظام حق قبول کیا ہوگا) اور اعمال صالحہ کئے ہوں گے (قیامت دین و خلافت کی کوشش و محنت کی ہوگی)۔ ان کی باغ (جنت) میں خاطر تواضع کی جائے گی۔ ۱۵۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں ہمارے احکامات (قرآن، دین) کا انکار کیا ہوگا اور اللہ رب العزت کی ملاقات، آخرت کی حاضری کا انکار اور جھٹلایا ہوگا وہی لوگ عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔“

۱۴۔ ﴿وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَ رَجِي لَتَأْتِيَنَّكُمْ لَعَلَّ الْعَيْبَةَ لَا يَعْرُبُونَ﴾

عَنْهُ وَمُنْقَالٌ ذَرَّةً فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ لِيَجْزِيَ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿١١﴾ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ  
أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْحٍ أَلِيمٌ ﴿١٢﴾ (سورة السبأ: ٣ تا ٥)

”جن لوگوں نے کفر کیا (منکرین دین حق و قرآن) وہ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ فرمادیں! کہ قسم ہے اللہ رب العزت کی جو سب اسرار و رموز کو جاننے والے ہیں، کہ قیامت تم پر ضرور آئے گی۔ ان سے زمین و آسمان کا نہ کوئی چھوٹا یا بڑا ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ جو کہ ایک کتاب مبین (واضح کتاب) میں موجود، درج ہے۔ ۳۔ تاکہ وہ جزاء دیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے (نظام باطل کو چھوڑنے اور نظام حق میں داخل ہونے والوں کو) اور اعمال صالحہ کئے (نظام حق کو نافذ کرنے کی کوشش کی)۔ انہی لوگوں کے لیے مغفرت (بخشش) اور رزق کریم ہے۔ ۴۔ جن لوگوں نے کوشش و محنت کی ہمارے احکامات (قرآن، آیات) کو عاجز، ذلیل کرنے کی (دنیا کی زندگی میں) انہی لوگوں کے لیے انتہائی سخت دردناک عذاب ہوگا۔“

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۗ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿١٣﴾ وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ فِيهَا ۗ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۗ أَوْ لَمْ نَعْمَلْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ ۗ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۗ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿١٤﴾ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٥﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۗ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۗ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿١٦﴾﴾ (سورة الفاطر: ۳۶-۳۹)

”جن لوگوں نے کفر کیا (انکار کیا قرآن، دین حق کا) ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ نہ تو موت آئے گی کہ وہ مرجائیں اور نہ ہی ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ ہم ہر کافر (منکر قرآن و دین حق) کو اسی طرح جزا، سزا دیتے ہیں۔ ۳۶۔ وہ لوگ دوزخ میں چینیں اور چلائیں گے اور کہیں گے! کہ اے ہمارے رب العزت (حاکم اعلیٰ) ہمیں یہاں سے نکال لیں۔ اب ہم اعمال صالحہ (قرآن، دین اسلام نافذ) کریں گے۔ اس کے برعکس (الٹ) جو پہلے عمل (کرتوت دنیا میں) کرتے رہے تھے۔ تو پھر اللہ رب العزت پوچھیں گے! کہ کیا ہم نے آپ لوگوں کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ آپ لوگ نصیحت حاصل کرتے جو تمہیں دی گئی تھی (قرآن، دین اسلام) اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تھا (نبی، رسول اللہ ﷺ)۔ اب تم لوگ عذاب کا مزہ چکھو۔ اب ظالموں (منکرین دین حق اور دین باطل پرستوں)

کے لیے یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔ ۳۷۔ بلاشک و شبہ اللہ رب العزت آسمانوں اور زمین کے خفیہ راز و اسرار کو جانتے ہیں اور انسانوں کے دلوں کے رازوں اور بھیدوں کو بھی جانتے ہیں۔ ۳۸۔ وہ اللہ رب العزت ہی تو ہیں جنہوں نے آپ لوگوں کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے (نہ کہ زمین کا حاکم یا مالک)۔ جس نے کفر یا انکار کیا (نظامِ خلافت کا) وہ اس کی سزا یا وبال بھگتے گا۔ کافروں کا کفر، انکار اللہ رب العزت کے غضب یا ناراضگی کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔ بلکہ ان کے خسارے کو بڑھاتا ہے۔“

۱۶۔ ﴿وَأَمَّا ذُو الْقُوَىٰ فَلْيَمَّاسِكْ بِعَبْثِ الْكَلْبِ ۚ وَاللَّيْلِ لَمَّا يَنْزِعُ الْجُنُونَ ۚ وَالْجِبَالِ لَمَّا يُسَافِرُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ عَذِيبٌ مُّبِينٌ ۝۱۶﴾ وَأَمَّا ذُو الْقُوَىٰ فَلْيَمَّاسِكْ بِعَبْثِ الْكَلْبِ ۚ وَاللَّيْلِ لَمَّا يَنْزِعُ الْجُنُونَ ۚ وَالْجِبَالِ لَمَّا يُسَافِرُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ عَذِيبٌ مُّبِينٌ ۝۱۶ ﴿وَأَمَّا ذُو الْقُوَىٰ فَلْيَمَّاسِكْ بِعَبْثِ الْكَلْبِ ۚ وَاللَّيْلِ لَمَّا يَنْزِعُ الْجُنُونَ ۚ وَالْجِبَالِ لَمَّا يُسَافِرُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ عَذِيبٌ مُّبِينٌ ۝۱۶﴾

(سورة: ۵۹-۶۴)

”اللہ رب العزت فرمائیں گے! اے مجرمو۔ دوسرے لوگوں سے الگ ہو جاؤ..... آج؟ ۵۹۔ اے بنی آدم..... آدم کی اولاد! میں نے کیا تمہیں حکم نہ کیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا (حکم، نظام، اطاعت نہ کرنا)۔ بلاشک و شبہ وہ تمہارا کھلا، بین دشمن ہے۔ ۶۰۔ اور میری عبادت (حاکمیت، خلافت، قرآن، دین، نظام اسلام نافذ کرنا) کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ ۶۱۔ اس (سمجھانے) کے باوجود شیطان نے تم میں سے غالب اکثریت کو گمراہ کر دیا، کیا تم نے عقل و سوچ سمجھ سے کام نہ لیا؟۔ ۶۲۔ یہی ہے وہ جہنم جس کا تم سے (قرآن میں) وعدہ کیا گیا تھا آج تم لوگ اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس جرم میں جو تم نے کفر کیا تھا (انکار کیا تھا دنیا میں اللہ کی حاکمیت، اپنی خلافت، قرآن، دین اسلام، نظام حق کے نفاذ کا)۔“

۱۷۔ ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنِ خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَّازِبٍ ۚ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۚ وَإِذَا دُكِرُوا لَا يَدْكُرُونَ ۚ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخَرُونَ ۚ وَقَالُوا إِنَّا هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۚ وَإِذَا مَنَّآ وَكُنَّا ثَرَابًا وَعِظَامًا ۚ إِنَّا لَبَعُوثُونَ ۚ أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۚ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۚ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۚ وَقَالُوا يُؤَيَّلْنَا هَذَا يَوْمَ الدِّينِ ۚ هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ ۚ أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۚ وَفَفَوْهُمُ إِنَّهُمْ مَسْئُورُونَ ۚ مَا لَكُمْ لَا تَتَأَصَّرُونَ ۚ بَلْ هُمْ الْبِئْسَ الْأُمَّةَ يُسْتَسْلِمُونَ ۚ﴾ (سورة الصفت ۱۱-۲۶)

”اے محمد ﷺ! ان لوگوں سے پوچھو! کیا ان کا دوبارہ پیدا کیا جانا زیادہ مشکل ہے یا جو ہم پہلے پیدا کر چکے ہیں (وہ زیادہ مشکل تھا)۔؟ جب کہ ہم نے ان (انسانوں) کو لیس دار (چکنی) مٹی سے پیدا کیا

تھا۔ ۱۱۔ جو آپ کے لیے باعث تعجب ہے اور یہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ۱۲۔ اور جب ان کو سمجھا یا جاتا ہے تو سمجھتے نہیں۔ ۱۳۔ اور جب کوئی نشانی (آیت، معجزہ) دکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں۔ ۱۴ اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح (واضح) جادو ہے۔ ۱۵۔ کیا جب ہم مرکز مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے، تو واقعی دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ ۱۶؟ اور کیا ہمارے گزرے ہوئے آباء و اجداد بھی؟ (قبروں سے اٹھائے جائیں گے)۔ ۱۷۔ آپ انہیں بتادیں، ہاں ہاں، تم بے بس و مجبور ہو۔ ۱۸۔ وہ تو بس ایک زور دار، گرج دار آواز ہوگی اور سارا منظر تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو گے۔ ۱۹ اور چیخ اٹھو گے کہ۔۔۔ ہائے ہماری کم بختی۔۔۔ یہ تو وہی یوم الجزا (جزا و سزا) کا دن ہے۔ ۲۰۔ ہاں۔۔۔ یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جسے تم لوگ جھٹلایا کرتے تھے۔ ۲۱۔ تو پھر حکم ہوگا! کہ ان سب ظالم لوگوں (شرک، نظام باطل چلانے والوں) کو، اور ان کے ساتھیوں اور ان کے معبودوں کو جن کی اللہ رب العزت کو چھوڑ کر عبادت کیا (حکومت، نظام باطل نافذ) کرتے تھے (سب کو) گھیر کر جہنم کا راستہ دیکھاؤ۔ ۲۲، ۲۳۔ مگر ذرا تھوڑی دیر ان کو روکو! ان سے کچھ پوچھنا ہے؟ کیا ہو گیا ہے۔؟ اب کیوں نہیں ایک دوسرے کی مدد کرتے تم۔؟ لیکن آج وہ تو (شرم کے مارے) گردنیں جھکائے کھڑے ہوں گے۔“

۱۸۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (سورة الفاتحة: ۲۸-۲۶) ”اے داؤد علیہ السلام! ہم نے آپ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے (حاکم نہیں) اس لیے آپ لوگوں کے درمیان فیصلے ہمارے دیئے ہوئے دین حق (قوانین، شریعت) کے مطابق کیا کریں اور اپنی خواہش یا مرضی (اپنے بنائے ہوئے نظام، دین، آئین، قوانین) کے مطابق فیصلے نہ کریں۔ ورنہ اللہ رب العزت کے راستے (دین، نظام اسلام، شریعت، عبادت الہی) سے بھٹک (گمراہ ہو) جائیں گے جو لوگ اللہ رب العزت کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب تیار ہے۔ کیونکہ وہ یوم حساب (قیامت کے دن، یوم الدین) کو بھول گئے۔ ۲۶۔ یہ آسمانوں و زمین اور جو کچھ اس میں بنا یا گیا۔ وہ دین باطل، (نظام باطل) پر نہیں چل رہا ہے یہ تو منکرین حق، کفار لوگوں کا خیال محض ہے۔ ایسے منکر دین حق کا انجام بدترین آگ کا عذاب ہے۔ ۲۷۔ کیا ہم ایمان لانے اور اعمال صالح کرنے والوں کو..... زمین میں فساد اور قتل و غارت کرنے والوں جیسا کر دیں گے۔ یا متیقن (فرمانبرداروں)

اور فجار (بدکرداروں) کو برابر کر دیں گے۔“

۱۹۔ ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ شَبَائِئًا ۚ ذَوَّاجًا ۚ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ ذِكْرُكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَاتَىٰ تُصْرَفُونَ ۝ إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۚ وَلَا تَزِدُ وَاذِرَةً ۚ وَذَرَّ الْأُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝﴾ (الزمر: ۶-۷)

”اللہ رب العزت نے تمہیں ایک شخص (آدم) سے پیدا فرمایا۔ پھر اسی سے اس کی بیوی (حواء) کو پیدا فرمایا اور پھر تمہارے لیے چوپایوں کے آٹھ (۸) جوڑے اتارے۔ وہی اللہ رب العزت تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں (رحم کی جھلیوں) کے تین اندھیروں میں ایک کیفیت (سٹیج) کے بعد دوسری کیفیت دے کر پیدا فرماتے ہیں۔ وہی ہیں تمہارے رب: (حاکم اعلیٰ) جن کے لیے تمام کائنات اور اس کی حکومت ہے۔ ان کے علاوہ کوئی: الہ۔؛ (رب، حاکم اور معبود) نہیں ہے تو پھر کہاں سے دھوکہ کھا (بھٹک) رہے ہو۔ ۶۔ اب اگر تم لوگ کفر یا انکار کرتے (اللہ کے: الہ، رب، حاکم، یا معبود ہونے کا) ہو۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں (وہ بے نیاز ہیں)۔ مگر اللہ رب العزت نہیں چاہتے کہ ان کے بندے کفر یا انکار کریں اور اگر تم لوگ شکر کرو (الہ، رب، معبود اور حاکم تسلیم کر کے دنیا کی زندگی گزارو)۔ تو اللہ رب العزت یہی چاہتے ہیں۔ یہ یاد رکھو کسی (کی نافرمانی) کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ پھر آخر کار تم سب نے واپس تو اپنے رب: (حاکم اعلیٰ) کے پاس ہی جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہاری کرتوتوں سے آگاہ فرمائیں گے۔ کیونکہ وہ تمہارے دلوں کا حال بھی جانتے ہیں۔“

۲۰۔ ﴿قُلْ يُعْبَادُ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۚ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۚ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْهُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۚ فَاَعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ ۚ مِنْ دُونِهِ ۚ قُلْ إِنَّ الْخَيْرَ مِنَ النَّارِ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ لَهُمْ فِي قُلُوبِهِمْ ظُلْمٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلْمٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَ ۚ يُعْبَادُ فَاتَّقُونَ ۝ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۚ فَبَشِّرْ عِبَادَ ۝﴾ (الزمر: ۱۰-۱۷)

”اے نبی ﷺ! آپ میرے ایمان لانے والے (جو نظام باطل کو چھوڑ کر، نظام حق قبول کر چکے ہیں)

بندوں کو یہ بتادیں کہ اپنے رب العزت (حاکم اعلیٰ) کی نافرمانی کرنے سے بچو۔ کیونکہ آخرت میں احسن اجر ان لوگوں کے لیے ہوگا جو دنیا کی زندگی میں احسن عمل (عبادتِ الہی، یعنی قیامِ دین و خلافت) کریں گے۔ جبکہ اللہ رب العزت کی زمین بہت وسیع ہے اس لیے (قیامِ دین و خلافت پر) صبر و استقامت دکھانے والوں کو بے حد و حساب اجر و انعام دیا جائے گا۔ ۱۰۔ آپ ﷺ اعلان فرمادیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ رب العزت کی عبادت کروں خالص اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرتے ہوئے۔ ۱۱ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہو جاؤں (مسلم و فرماں بردار بن جاؤں)۔ ۱۲۔ اور یہ بھی بتادیں کہ اگر میں اپنے اللہ رب العزت کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن (قیامت) کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ ۱۳۔ یہ اعلان فرمادیں کہ میں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خالص دین (نظام) میں زندگی گزارتے ہوئے عبادت کرتا ہوں۔ ۱۴۔ البتہ تم لوگ اللہ رب العزت کے علاوہ جس کی چاہو عبادت کرو (جس دین یا نظام میں چاہو زندگی گزارو)۔ ان کو بتادیں کہ اصل خسارہ اٹھانے والے وہ ہیں جو خود اور ان کے گھر والے قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے۔ خبردار! یاد رکھو یہی سب سے بڑا نقصان ہے۔ ۱۵۔ کیونکہ ان کے اوپر بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کے شعلے ہوں گے۔ یہ وہ سزا ہے جس سے اللہ رب العزت اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں۔ کہ اے میرے بندو میری نافرمانی کرنے سے باز آ جاؤ؟۔ یاد رکھو! جو لوگ طاعوت کی عبادت کرنے (نظامِ باطل کی زندگی) سے اجتناب (پرہیز) کرتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرتے ہیں (دینِ اسلام میں زندگی گزارتے ہیں یعنی اللہ کی حاکمیت یا نظامِ خلافت نافذ کرتے ہیں)۔ ان لوگوں کے لیے خوشخبری (جنت) ہے۔“

۲۱۔ ﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۚ الْخَصْدُ بِاللَّهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۱﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَمِيَّتُونَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اِلَيْهِ اَلْقِيْبَةَ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿۲۳﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَبَ بِالْصِّدْقِ اِذْ جَاءَهُ ۗ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَ الَّذِيْ جَاءَ بِالْصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۲۵﴾ لَهُمْ مَّا يَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۶﴾﴾ (الزمر: ۲۹-۳۴)

”اللہ رب العزت ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی غلام ہے جس کے کئی آقا (الہ، رب) ہیں اور دوسرا آدمی ہے جو ایک ہی آقا کا غلام ہے۔ کیا ان دونوں کی حالت برابر ہے۔ سب تعریفیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہیں جبکہ اکثر لوگوں کو علم نہیں ہے۔ ۲۹۔ بلاشک و شبہ آپ کو بھی موت آئے گی اور ان لوگوں

نے بھی مرنا ہے۔ ۳۰۔ اور پھر قیامت کے دن تم لوگ اپنے رب العزت (حاکم اعلیٰ) کے پاس جھگڑا کرو گے۔ ۳۱۔ پھر اس سے بڑا ظالم (مشرک، مجرم) کون ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولتا ہے اور اس کے پاس آئی ہوئی سچائی (قرآن مجید) کو جھٹلاتا ہے (اس کے مطابق زندگی نہ گزارنا)۔ تو کیا ایسے منکر حق کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہونا چاہئے۔؟ ۳۲۔ جس نے سچائی (قرآن) کو پایا اور پھر اس کی تصدیق کی (اس کے مطابق زندگی گزار لی) وہی لوگ عذاب جہنم سے بچیں گے۔ ۳۳۔ جو کچھ بھی وہ چاہیں گے وہ اپنے اللہ رب العزت کے ہاں پائیں گے۔ کیونکہ محسنین (یعنی احسن عمل، عبادت، قیام دین و خلافت کرنے والوں) کی جزا و اجر یہی ہے۔“

۲۲ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۗ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۗ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۗ فَلِذَلِكَ فَانْعَمْ ۗ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۗ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۗ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ ۗ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۗ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۗ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۗ وَاللَّيْهَ الْمَصِيرُ ۗ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ ۗ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ﴾ اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۗ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا ۗ وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ إِلَّا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۗ﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۗ مَنْ كَانَ يَرْيُدْ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۗ وَمَنْ كَانَ يَرْيُدْ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ ۗ﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذُنْ بِهِ اللَّهُ ۗ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۗ﴾ (الشورى: ۱۳- ۲۱)

”ہم نے آپ کے لیے وہی دین (نظام اسلام) مقرر یا جاری کیا ہے جو نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جسے اب وحی کے ذریعے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے اور جسے ابراہیمؑ، موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ وہ اس دین کو قائم و نافذ کریں اور تفرقہ میں نہ پڑیں۔ یہی دعوت (دین و خلافت کو قائم یا نافذ کرنے کی) مشرکین کو سخت ناگوار (نا قابل برداشت) ہے۔ اللہ رب العزت جس کو چاہتے ہیں اس کام کے لیے چن لیتے

ہیں اور جو اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرتا (قیامِ دین و خلافت کی کوشش و محنت کرتا) ہے وہ اس کی راہنمائی کرتے ہیں۔ ۱۳ اور لوگوں نے علم (قرآن) آجانے کے بعد تفرقہ ڈالا (فرتوں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے) اس لیے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا چاہتے تھے (یعنی وہ قرآن کے قانون و ضوابط پر عمل کر کے زندگی نہیں گزارنا چاہتے)۔ اگر آپ کے رب کریم کی طرف سے ایک مدت (وقت) مقررہ تک کی مہلت کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو ان کے درمیان (اس جرمِ عظیم، شرک، فرقہ بندی کا) ابھی فیصلہ کر دیا جاتا۔ درحقیقت جو لوگ کتاب کے وارث بنائے گئے وہ کتاب کے آنے کے بعد بڑے اضطراب انگیز شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ۱۴۔ اس لیے اے محمد ﷺ! آپ ان لوگوں کو اسی (اقامتِ دین) کی دعوت دیں اور خود بھی اسی پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع (پیروی) نہ کریں۔ اور یہ اعلان فرمادیں کہ: اللہ رب العزت نے جو کتاب (قرآن) نازل کیا ہے میں اس پر ایمان لایا، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف (قرآن کے مطابق) کروں۔ کیونکہ اللہ رب العزت ہی ہمارے رب کریم اور تمہارے رب (الہ، حاکم اور معبود) بھی ہیں۔ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں (دین کو قائم یا نافذ کرنے کی کوشش و محنت) اور تمہارے لیے تمہارے اعمال (دین دشمنی یا اقامتِ دین کو روکنے کی کوشش و محنت)۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اللہ رب العزت ایک دن (قیامت کو) ہم سب کو اکٹھا کریں گے اور انہیں کی طرف ہم نے جانا ہے۔ ۱۵۔ اللہ رب العزت کے دین کو قبول کرنے کے بعد جو لوگ جھگڑا کرتے ہیں ان کی حجت بازیاں ان کے رب کے نزدیک باطل (جھوٹ) ہیں۔ ان پر اللہ رب العزت کا غضب اور سخت عذاب ہے۔ ۱۶۔ اللہ رب العزت وہ ہستی ہیں جنہوں نے کتاب (قرآن) کو نظامِ حق بنا کر اتارا اور لوگوں کے درمیان میزان (انصاف و حکومت) کرنے کے لیے عنایت فرمایا۔ تمہیں کیا معلوم کہ فیصلہ کا دن (قیامت) قریب ہی آگیا ہو۔ ۱۷۔ جو لوگ اس کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لیے جلدی مچاتے ہیں مگر جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ یقیناً (قیامت) آنے والی ہے۔ خبردار! جو لوگ قیامت کے بارے میں شک یا جھگڑا کرتے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ ۱۸۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر بہت مہربان ہیں وہ رزق (وسائلِ زندگی) دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ بہت ہی طاقتور حاکم (مطلق) ہیں۔ ۱۹۔ جو کوئی (شخص) آخرت کی کھیتی (اجرو انعام) چاہتا ہے اس کے اجر و انعام کو ہم بڑھا دیتے ہیں اور جو کوئی (شخص) دنیا میں کھیتی (اجرو انعام) چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں دے دیتے ہیں۔ مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو

گا۔ ۲۰۔ کیا ان لوگوں نے اپنے (اللہ رب العزت کے) شریک بنا لیے ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کی قسم (نوعیت) کا خود ساختہ دین بنا دیا ہے۔ جس کی اللہ رب العزت نے اجازت نہیں دی۔ اگر فیصلہ کرنے کی بات پہلے طے نہ ہوگئی ہوتی تو ان کا فیصلہ (تضییہ) ابھی کر دیا جاتا۔ یقیناً (بلاشک و شبہ) ان ظالموں کے لیے ہی دردناک عذاب ہوگا۔“

۲۳۔ ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْبِنَ ۖ مَا خَلَقْنَاهُمْ إِلَّا بِالْحَقِّ ۖ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّ يَوْمَ الْقَضَاءِ مِيقَاتُهُمْ أَجْعَبِينَ ۗ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۗ﴾ (سورہ الدخان: ۳۸-۴۲)

”یاد رکھو! ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان مخلوقات ہیں، انہیں کھیل اور تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا ہے۔ ۳۸۔ بلکہ ان (انسانوں) کو ہم نے دین حق (حاکمیت الہی، نظامِ خلافت) کے لیے پیدا کیا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثریت کو علم ہی نہیں ہے۔ ۳۹۔ یاد رکھو! بلاشک و شبہ (قیامت) فیصلہ کا دن ان سب کے لیے ایک مقررہ وقت ہے۔ ۴۰۔ جس دن کوئی (ولی، دوست) کسی کے نہ کام آئے گا اور نہ ہی ان کی کسی طرح مدد ہو سکے گی۔ ۴۱۔ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ رب العزت رحم فرمائیں گے۔ (یعنی دینِ رحمت کے مطابق)۔ کیونکہ وہ (اللہ رب العزت) ہی رحم فرمانے والے حاکم مطلق ہیں۔“

۲۴۔ ﴿قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۗ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۗ وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُحْسِرُ الْمُبْطِلُونَ ۗ وَ تَرَىٰ كُلُّ أُمَّةٍ جَانِبَهُ ۗ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا ۗ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۗ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۗ وَ أَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ أَفَلَمْ تَكُنْ آيَتِي تُنذِرُكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ ۗ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۗ﴾ (سورہ الجاثیہ: ۲۶-۳۱)

”اے محمد ﷺ آپ اعلان فرما دیجئے! کہ اللہ رب العزت ہی تم لوگوں کو زندگی دیتے اور موت بھی دیتے ہیں اور پھر وہی تم لوگوں کو قیامت کے دن اکٹھا (جمع) کریں گے۔ جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے (مانتے) ہی نہیں۔ ۲۶۔ اللہ رب العزت ہی کی حکومت اور ملکیت ہے۔ سب آسمانوں و زمین کی اور اس دن بھی جس دن قیامت قائم ہوگی۔ تو اس دن باطل پرست (نظامِ باطل میں زندگی گزارنے والے) خسارہ پائیں گے۔ ۲۷۔ اور تم دیکھو گے ہر امت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی،

ہر امت کو اپنے نامہ اعمال کی طرف بلا یا جائے گا۔ اور یہ اعلان کیا جائے گا کہ آؤ آج تمہیں تمہارے اعمال کا (دنیا والے) بدلہ (جزا) دیا جائے گا۔ ۲۸۔ یہ ہماری کتاب (تحریری ریکارڈ) ہے جو صحیح صحیح بتا رہی ہے (تمہارے حالات)۔ جو تم دنیا میں (کرتوت) لکھاتے رہے ہو۔ ۲۹۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمالِ صالحہ کئے۔ ان کو اللہ رب العزت اپنے دامنِ رحمت (جنت) میں پناہ دیں گے۔ یہی اصل اور واضح کامیابی ہے۔ ۳۰ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (حاکمیت الہی، نظامِ خلافت کا)۔ (ان سے پوچھا جائے) کیا تمہیں میری آیات (قرآن، احکامات) نہ سنائے گئے تھے۔ تو تم لوگوں نے تکبر کیا (عبادت، حاکمیت الہی، نظامِ خلافت کا) تم ہی تو مجرم لوگ تھے۔“

۲۵۔ ﴿أَوْ لَمْ يَدْرُوا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَ لَمْ يَعْزِ بِخَلْقِهِنَّ بِقَدْرِ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۗ بَلَىٰ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۗ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ ۗ قَالُوا بَلَىٰ وَ رَبِّنَا ۗ قَالَ فُذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝﴾ (الاحقاف: ۳۳-۳۴)

”کیا ان لوگوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ جن اللہ رب العزت نے آسمانوں و زمین تخلیق (پیدا) کئے ہیں اور ان کی تخلیق سے تھکے نہیں ہیں۔ وہ سب مردہ (انسانوں) کو زندگی دوبارہ دینے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ کیوں نہیں وہ ہر کام کرنے پر قادر ہیں۔ ۳۳۔ جن لوگوں نے کفر (انکار) کیا (قرآن، قیامِ دین و خلافت کا) جب وہ قیامت کے دن جہنم کی آگ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ (تو ان سے پوچھا جائے گا) کیا یہ (قیامت کا دن اور دوزخ) حقیقت ہے یا نہیں؟ اور وہ جواب دیں گے۔ کہ ہمارے اللہ رب العزت کی قسم، کیوں نہیں؟..... یہ حقیقت ہے۔ تو پھر ان کو حکم دیا جائے گا کہ اس انکار کے جرم میں جو تم نے (دنیا میں) کیا تھا اب عذاب کا مزا چکھو۔“

۲۶۔ ﴿وَالذَّرِيَّتِ ذُرَّوَاتٍ ۗ فَأَلْحَمْتِ ۗ وَقَرَّ ۗ فَأَلْجَرِيَّتِ يُسْرًا ۗ فَالْمُقَسَّسَاتِ أَمْرًا ۗ إِنَّمَا نُوَعِدُونَ صَادِقِينَ ۗ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۗ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُوبِ ۗ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۗ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۗ فَيُنَالُ الْخُرُوصُونَ ۗ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۗ يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ۗ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۗ ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۗ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝﴾ (الذاريات: ۱-۱۴)

”قسم ہے ان ہواؤں کی جو گرد اڑانے والی ہیں۔ ۱۔ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھانے والی ہیں۔ ۲۔ پھر تیز رفتار سے چلنے والی ہیں۔ ۳۔ پھر ایک بڑے کام (بارش) کی تقسیم کرنے والی ہیں۔ ۴۔ بلاشک و شبہ جس (دن) کا وعدہ (وعید) کیا گیا ہے وہ سچ ہے۔ ۵۔ وہ جزا و سزا کا دن وقوع پذیر ہونے والا ہے۔ ۶۔ قسم ہے مختلف راستوں والے آسمان کی۔ ۷۔ بیشک اس کے متعلق تمہاری باتیں ایک دو

سرے سے مختلف ہیں۔ ۸۔ اس کے متعلق وہی دھوکے میں ہے جو حق (دین حق، قرآن) سے پھرا ہوا ہے۔ ۹۔ مارے گئے وہ جو قیاس و گمان دوڑانے والے ہیں (اٹکل پچو لگانے والے ہیں)۔ ۱۰۔ جو لوگ غفلت (نظامِ باطل) میں مدہوش (غرق) ہیں۔ ۱۱۔ وہ پوچھتے ہیں کہ روزِ جزا کب آئے گا۔ ۱۲۔ وہ اس روز آئے گا جب یہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے۔ ۱۳۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ اب چکھو مزہ اپنے فتنے (نظامِ باطل) کا یہ ہے وہ دن جس کے لیے تم جلدی مچارہے تھے۔“

۲۷۔ ﴿وَ الطُّورِ ۝ وَ كِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رَقٍّ مَّنْشُورٍ ۝ وَ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ۝ وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۝ وَ تَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ فَوَيْلٌ لِلْيَوْمِينِ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي حَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۝ يَوْمَ يُدْعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَاً ۝ هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكذَّبُونَ ۝ أَفَسِحْرٌ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۝ إِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۝ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝﴾ (الطور: ۱-۱۶)

”قسم ہے طور (سینا) کی۔ ۱۔ اور کھلے اور اوراق میں لکھی ہوئی کتاب کی۔ ۲، ۳۔ اور بیت معمور (کعبہ) کی۔ ۴۔ اور بلند چھت (آسمان) کی۔ ۵۔ اور جوش مارتے ہوئے سمندر کی۔ ۶۔ بیشک تمہارے اللہ رب العزت کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ ۷۔ جسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ ۸۔ اس روز آسمان بری طرح ڈمگائے گا۔ ۹۔ اور پہاڑ اڑتے پھریں گے۔ ۱۰۔ پس ویل (تباہی و بربادی) ہے اس دن کو جھٹلانے والوں کی۔ ۱۱۔ جو (دنیا میں) جنت بازیوں کے کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ ۱۲۔ قیامت کے دن دھکے دے کر جہنم کی آگ میں دھکیلے جائیں گے۔ ۱۳۔ اور کہا جائے گا کہ یہ وہی نارِ جہنم ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ۱۴۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ۱۵۔ اس میں داخل ہو جاؤ، صبر کرو، یا نہ صبر کرو۔ اب تمہارے لیے برابر ہے۔ تمہیں بدلہ دیا جا رہا ہے۔ جیسا تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔“

۲۸۔ ﴿إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ۝ وَ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّثْبَثًا ۝ وَ كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَاصْحَبْ الْمَيْمَنَةَ ۝ مَا أَصْحَبِ الْمَيْمَنَةَ ۝ وَ أَصْحَبِ الْمَشْأَمَةَ ۝ مَا أَصْحَبِ الْمَشْأَمَةَ ۝ وَ السَّيْقُونِ السَّيْقُونَ ۝ أُولَئِكَ الْمُقَدَّرُونَ ۝ فِي جَهَنَّمَ النَّعِيمِ ۝ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأُولَئِينَ ۝﴾ (سورة الواقعة: ۱ تا ۱۳)

”جب وہ واقعہ (قیامت کا) وقوع پذیر ہوگا۔ ۱۔ تو پھر کوئی اس واقعہ کو جھٹلانہ سکے گا۔ ۲۔ وہ (قیامت) تہ بالا کر دے گی (سب کچھ)۔ ۳۔ جب زمین زلزلے سے لرزنے لگے گی، ۴۔ جب پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور پھر پراگندہ غبار بن کر رہ جائیں گے۔ ۶۔ اور تم تمام لوگ تین گروہوں

میں تقسیم ہو جاؤ گے۔ - ۷۔ ایک دائیں ہاتھ والے، کیا ہوں گے دائیں ہاتھ والے؟ - ۸۔ دوسرے بائیں ہاتھ والے، کیا ہوں گے بائیں ہاتھ والے؟ - ۹۔ تیسرے سبقت لے جانے والے۔ ۱۰۔ یہی مقرب الہی لوگ ہوں گے۔ ۱۱۔ یہ نعمتِ جنت میں ہوں گے۔ ۱۲۔ یہ لوگ اگلے (پہلے لوگوں) لوگوں میں سے بہت ہوں گے۔“

﴿وَكَاؤُنَا يُصْرُونَ عَلَىٰ الْجَنَّةِ الْعَظِيمَةِ ۖ وَكَاؤُنَا يَقُولُونَ ۚ أَيُّدَا مِنَّا وَ كُنَّا تُرَابًا وَ عِظَامًا ۚ إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۚ أَوْ أَبَاؤُنَا الْأَوْلَادُونَ ۚ قُلْ إِنَّ الْأَوْلَادِينَ وَالْآخِرِينَ ۚ لَمَجْمُوعُونَ ۚ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝﴾ (الواقعه: ۴۶، ۵۰)

”وہ گناہِ عظیم (نظامِ باطل) پر اڑے ہوئے تھے۔ - ۳۶ اور کہتے تھے کہ! کیا ہم جب مر کر خاک ہو جائیں گے، اور ہڈیوں کا پیچرہ جائیں گے، تو پھر اٹھائے جائیں گے؟ - ۳۷ اور کیا ہمارے باپ دادا بھی، جو پہلے گزر چکے ہیں؟ - ۳۸۔ اے نبی ﷺ! آپ ان سے فرما دیجئے! یقیناً اگلے اور پچھلے سب ایک دن ضرور جمع کئے جائیں گے۔ جس کا وقت مقرر کیا جا چکا ہے (جس کا علم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ہے)۔“

۲۹۔ ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۖ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۖ أَحْسَبُ الْإِنْسَانَ أَنَّنَّ نَجْمَعَ عِظَامَهُ ۖ بَلْ قَدَرِينًا عَلَىٰ أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ ۖ بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجَرَهُ أَمَامَهُ ۖ يَسْتَكْبِرُ ۖ إِنَّا نَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ قَادَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۖ وَ حَسَفَ الْقَمَرُ ۖ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۖ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفْرُكُ ۖ كَلَّا لَا وَرَدَ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۖ يُبْئِئُوا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ أَخَّرَ ۖ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۖ وَ لَوْ أَلْفَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۖ﴾ (سورة القيامة: ۱- ۱۵)

”نہیں! میں (اللہ تعالیٰ) قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ ۱۔ اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں نفسِ لواہ (ملامت کرنے والے نفس) کی۔ ۲۔ کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے۔ ۳۔ کیوں نہیں؟ ہم تو اس کی انگلیوں کے پور پور تک کو ٹھیک بنانے پر قادر ہیں۔ ۴۔ مگر انسان چاہتا ہے کہ وہ آگے بھی بد اعمالیاں ہی کرتا رہے۔ (اخلاقی یا قانونی پابندیوں کی بجائے شتر بے مہار کی طرح چرتا و چلتا رہے)۔ ۵۔ (بلکہ مذاق سے) پوچھتا ہے آخر کب آنا ہے وہ قیامت کا دن۔ ۶۔ ان کو بتائیں! جب آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ ۷ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ ۸ اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ ۹۔ تو اس وقت انسان کہے گا؟ کہاں بھاگ کر جاؤں؟ ہرگز نہیں! وہاں کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ ۱۰، ۱۱۔ اس دن تیرے اللہ رب العزت ہی کے سامنے جا کر ٹھہرنا ہوگا۔ ۱۲۔ اس دن انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا کرایا (کرتوت) بتا دیا جائے گا۔ ۱۳۔ بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو خوب